اگست ستمبر ۲۰۲۴ء

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کا دینی، اصلاحی، ادبی ترجمان

ماہنامہ ندائے قاسمؒ

بیادگار: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

مؤسس

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہٗ

سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ
و بانی جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ

نگراں

جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ

مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ
رکن مجلس عاملہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار

عناوین

قوم مسلم، ارتدادی فتنوں کی زد میں
قرآن کریم کا چیلنج
حماموں اور تالابوں میں غسل کرنے کے احکام
اخوت اسلامی
کرپشن، مرض اور علاج
ظاہری اور باطنی احوال
ہندستان میں اسلام کیسے پھیلا؟
اپنے آپ میں بدلاؤ لانا ضروری ہے
بارہویں کے بعد کریئر کے بہترین مواقع
صحت مند زندگی کے تین اہم ستون کیا ہیں؟
مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ
جامعہ مدنیہ کی دینی، تعلیمی، ملی سرگرمیاں
حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت!
مسلم پرسنل لا پر اعتراضات کی حقیقت
اسلامی پردہ: انسدادِ فواحش کا واحد راستہ
جنگ آزادی میں علماء کرام کی خدمات
تحریک ریشمی رومال کے دو چمکتے ستارے
کالے پانی کی سزا
مسلم قوم کی انگریز سے نفرت
جب ہم خون کے دریا میں ڈوب گئے

Rs.30

ناشر

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ ۹، بہار الہند

JAMIA MADANIA SABALPUR PATNA-9

Madrasa Plus

SHAHEEN
GROUP OF INSTITUTIONS

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ

JAMIA MADANIA SABALPUR PATNA-800009

LIMITED SEATS
CONTACT NOW

عالمیت کے ساتھ ساتھ

عصری علوم سے مزین ہونے کا ایک شاندار موقع

ADMISSION OPEN

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کے طلبہ کیلئے میٹرک (10th) تک کی تعلیم کا باضابطہ آغاز

وہ طلبۂ کرام جن کی یہ خواہش ہے کہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ سے بھی آراستہ ہوں تو اسی خواہش کی تکمیل کے لئے جامعہ مدنیہ نے شاہین گروپ کے تعاون سے ایک ایسا جامع نصاب تیار کیا ہے جس کے ذریعہ سے دونوں علوم حاصل کئے جاسکتے ہیں، تو دیر کس بات کی آج ہی اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے مستقبل کو روشن وتابناک بنائیں۔

خصوصیات

- درجہ اعدادیہ سے عربی ششم تک کی تعلیم کے ساتھ کلاس ایک سے دسویں تک کی تعلیم کا نظام
- تربیت یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم کا معقول نظم
- صاف شفاف ماحول
- نصاب تعلیم پر خصوصی توجہ
- تربیت واخلاق پر خاص توجہ
- اسباق کی پابندی
- پنج وقتہ نماز کی پابندی

تفصیلات جاننے کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

مفتی عبدالاحد صاحب قاسمی
ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ
+91 9852724563

مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب قاسمی
صدر مدرس ومعاون مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ
+91 9470083120

مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ
مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ
+91 9431011919

ناشر: جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ، بہار الہند ۹ | زیر اہتمام: مدنی ایجوکیشنل ٹرسٹ سبل پور پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کا دینی، اصلاحی، ادبی ترجمان

ماہنامہ

ندائے قاسمؒ

بیادگار: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، بانی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

مؤسس: حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ، سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ و بانی جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ

نگراں: جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ، مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، رکن مجلس عاملہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار

مجلس مشاورت

- حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی، قاسمی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند، نائب امیر شریعت امارت شرعیہ
- جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب قاسمی صدر مدرس جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ و صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار
- جناب سمیع احمد صاحب پٹنہ سیٹی کارگزار صدر مدنی ایجوکیشنل ٹرسٹ سبل پور، پٹنہ، بہار
- جناب وصی احمد صاحب پٹنہ سیٹی رکن مدنی ایجوکیشنل ٹرسٹ سبل پور، پٹنہ، بہار

مدیر تحریر: خالد انور پورنوی، المظاہری
7004531317

جلد:7	اگست، ستمبر 2024ء	محرم الحرام، صفر المظفر 1446	شمارہ:52

Monthly **NIDA-E-QASIM**
Nafees colony, Baripath, Mahendru, Patna-6
RNI No BIHURD/2014/59332,
فی شمارہ:30 روپئے - سالانہ زرتعاون:300 روپئے - خصوصی ممبر 1000 روپئے

براہ راست جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے درج ذیل اکاؤنٹس پر رقم ٹرانسفر کرسکتے ہیں!

Madani Educational,Trust	Jamia Madania
AC:__3067884208	Ac:-919010038713448
IFSC:-CBIN0281434	IFSC:UTIB0003177
Central Bank of India, Nayatola, Patna	Axis Bank, Kadamkuan, Patna

ادارہ (مدنی ایجوکیشنل ٹرسٹ) کو 80G کی رعایت حاصل ہے۔

For Contact
9431011919

فہرست مضامین

اداریہ	قومِ مسلم، ارتدادی فتنوں کی زد میں	مدیر تحریر کے قلم سے	3
درس قرآن	**قرآن کریم کا چیلنج**	حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ	8
درس حدیث	حماموں اور تالابوں میں غسل کرنے کے احکام	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ	10
انوار حدیث	اخوت اسلامی	مولانا محمد حارث مہتمم جامعہ مدنیہ	13
مضامین	کرپشن، مرض اور علاج	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	15
مضامین	ظاہری اور باطنی احوال	جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب	19
مضامین	ہندستان میں اسلام کیسے پھیلا؟	ترتیب: عبد العزیز	21
مضامین	مسلم پرسنل لا پر اعتراضات کی حقیقت	مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی	25
مضامین	اسلامی پردہ؛ انسدادِ فواحش کا واحد راستہ	مولانا عبد الرشید طلحہ نعمانی	30
تحریک آزادی	جنگ آزادی میں علماء کرام کی خدمات	مولانا تبریز عالم قاسمی	35
تحریک آزادی	تحریک ریشمی رومال کے دو چمکتے ستارے	امام علی فلاحی	39
تحریک آزادی	کالے پانی کی سزا	ادارہ	42
تحریک آزادی	مسلم قوم کی انگریز سے نفرت	ادارہ	43
تحریک آزادی	جب ہم خون کے دریا میں ڈوب گئے	ادارہ	44
مواعظ حسنہ	اپنے آپ میں بدلاؤ لانا ضروری ہے	خطاب: صدر جمعیۃ علماء ہند	45
فیوچر کالم	بارہویں کے بعد کریئر کے بہترین مواقع	ادارہ	47
صحت	صحت مند زندگی کے تین اہم ستون کیا ہیں؟	ادارہ	53
کتاب المسائل	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی عبد الاحد صاحب قاسمی	55
شب و روز	جامعہ مدنیہ کی دینی، تعلیمی، ملی سرگرمیاں	ادارہ	59
روشنی- 3	حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت!	**ابو حمزہ خالد**	63

ماہنامہ ندائے قاسم کو آپ آن لائن بھی پڑھ سکتے ہیں!
www.jamiamadaniapatna.com

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے!

کمپیوٹر کتابت: محمد کیف عالم، گیاوی 6287586196

قومِ مسلم، ارتدادی فتنوں کی زد میں

خالدانور پورنوی، المظاہری

جی ہاں! وہ ڈاکٹر صاحب ہیں، ایم، بی، بی ایس کر چکے ہیں، اس وقت پٹنہ کے بڑے اسپتال میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، نام بھی مسلمان، باپ بھی مسلمان، گھرانہ بھی مسلمان، شکل وشباہت سے اب وہ کوئی مولوی صاحب لگتے ہیں، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ اندر سے کھوکھلا ہو چکے ہیں، جسم میں جان باقی ضرور ہے، لیکن روحِ ایمانی سے وہ خالی ہو چکے ہیں، یعنی ایمان کو چھوڑ کر ارتداد کی راہ کو اپنا لیا ہے، اس لئے کہ شکیل بن حنیف خان (دربھنگوی) کو وہ عیسیٰ مسیح، اور مہدی مان چکے ہیں،. بہت دور ممبئی کا سفر کرکے اس کے ہاتھ پر وہ بیعت بھی کر چکے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ واقعہ فرضی نہیں ہے، چند دنوں پہلے کی بات ہے، ہمارے ایک رفیق کا فون آیا کہ: پٹنہ میں مقیم ایک ماسٹر صاحب ہیں، ان سے بات کر لیجئے، ان کا بیٹا شکیلی ہوگیا ہے، (نعوذ باللہ)، ان کا اصرار تھا کہ میں ضرور بات کرلوں، حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بات کی، تو رونگٹے کھڑے ہو گئے، کہنے لگا: حضرت! آپ کسی وقت یہاں تشریف لائیے، اور میرے بیٹا کو بچا لیجئے، ان کی کڑھن، درد، اور بے چینی قابل دید تھی، اس لئے کہ کسی بھی مردِ مومن کے لئے ایمان سب سے بڑی دولت ہے، اس کی اہمیت، عظمت، فضیلت صرف اسی لئے ہے کہ اس کے پاس ایمان کی دولت ہے، اور یہاں باپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے کہ اس کے بیٹے کے دل ودماغ سے ایمان نکل رہا ہے، وہ باپ جس نے اپنی پوری زندگی اس پر نچھاور کر دی تھی، نہ جانے کتنے ارمان سجائے ہوں گے، آج ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے ارمانوں کا خون ہو رہا ہے، باپ منتیں کر رہا ہے، درخواست کر رہا ہے، لیکن بیٹا ہے جو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے، ہم سے کہنے لگے: آپ کل آجائیں، ہم نے وعدہ بھی کرلیا، اور دوسرے دن وعدہ کے مطابق وہاں پہونچ بھی گئے۔

عصر کی نماز کے بعد ملاقات وبات چیت کی شروعات ہوئی، ہمارے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت پٹنہ کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالاحد قاسمی استاذ جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ بھی تھے، یہ ملاقات اور بات چیت تقریبا

ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی، شروع سے اخیر تک ہم لوگوں کی یہی کوشش رہی کہ ماحول پر امن رہے، ہمارا مقصد بحث ومباحثہ نہیں تھا، ہاں وہ شخص دوبارہ ایمان کی طرف لوٹ جائے، یہی مطمح نظر تھا، اور اسی لالچ کی وجہ سے ہم لوگ جامعہ مدنیہ سے وہاں تک پہونچے تھے، ان کے والد محترم کی مکمل معاونت تھی، اس لئے بظاہر کسی خطرہ کا امکان بھی نہیں تھا، لیکن اس کے اسپتال میں جا کر بات کرنا، ظاہر ہے کہ ہمارے حق میں بہت بہتر بھی نہیں تھا، شروع سے ہی ہم نے ہر ممکن کوشش یہی کی کہ الجھنے کے بجائے، خوبصورتی سے اس کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو، اوران کے والد محترم اپنے بیٹے کی محبت میں اس کے دام فریب میں نہ آجائیں۔

بات شروع کرتے ہی اس نے کہا: "ہماری گفتگو صرف صحاحِ ستہ سے ہوگی، چونکہ صرف اسی میں صحیح احادیث ہیں"، وہ اس کے ذریعہ جو کچھ کہنا چاہ رہے تھے ہم سمجھ گئے، مفتی عبدالاحد قاسمی صاحب نے یہاں روکا اور وجہ پوچھی کہ کیوں؟ اس نے کہا: "چونکہ یہ کتابیں Authentic ہیں، ان میں سندیں ہیں"، مفتی صاحب نے کہا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ سند اصل ہے، اب اگر سند کی بنیاد پر یہ کتابیں قابل اعتبار ہیں، تو پھر دیگر کتابوں کے لئے معیار بھی اسی کو بنایا جانا چاہیے، اگر اس میں ذکر کردہ احادیث کی سندیں صحیح ہوں، تو حدیث صحیح کہلائے گی، ورنہ ضعیف، موضوع، اور ناقابل اعتبار، یہاں پر آکر وہ کچھ دیر تو ہمیں بھٹکانا چاہا، مگر کامیاب نہیں ہوا۔

اسی طرح آج کل بہت سے احباب؛ گوگل کے ذریعہ اردو ترجموں کو پڑھ کر یہی سمجھنے لگے ہیں کہ وہ دین کے بڑے محقق بن گئے ہیں، انہیں کسی عالم دین اور محدث ومفسر کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہاں تک کے بخاری شریف اور مسلم شریف کے علاوہ دیگر کسی بھی حدیث کی کتاب کو قابل اعتماد سمجھتے ہی نہیں ہیں، اس کی وجہ سے ان میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور پھر ان مسئلوں سے باہر نکلنا ان کے لئے آسان نہیں ہوتا ہے۔

ہاں! یہ صحیح ہے، اور اس پر ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیحین (بخاری، مسلم) سے زیادہ کوئی بھی معتمد ومعتبر کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے، اس لئے ان دونوں کتابوں میں جو احادیث درج ہیں، ان سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان دونوں کتابوں کے علاوہ دیگر احادیث کی کتابوں میں جو صحیح احادیث درج ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں، یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے جس کا

ازالہ بہت ضروری ہے۔ چونکہ روایات صحیحہ بخاری اور مسلم میں منحصر نہیں ہیں۔اس لئے کہ صحیح بخاری میں سات ہزار سے کچھ زائد احادیث ہیں جس کے بارے میں خود امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:" میں نے ان کو چھ لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے لیا ہے"، ابراہیم بن معقلؒ ان سے روایت کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:" میں نے اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں صرف وہی احادیث ذکر کی ہیں جو صحیح ہوں اور بہت سی صحیح احادیث کو طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے، اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے تیس لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے چار ہزار کے لگ بھگ احادیث اپنی کتاب "صحیح مسلم" میں ذکر کی ہیں، لہٰذا صحیح حدیث کا مدار یہ نہیں ہے کہ وہ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہو، اصل بنیاد یہ ہے کہ احادیث کی سندیں کس درجہ کی ہیں۔

اس غلط فہمی کے ازالہ کے بعد پھر کہنے لگا کہ: عیسی اور مہدی دونوں ایک ہی ہیں، ہم نے کہا: دلیل پیش کیجئے، تو ابن ماجہ کی حدیث پیش کیا، جس میں ہے کہ" مہدی نہیں ہیں، مگر عیسی"، ہم نے کہا:" وہ ضعیف ہے، اور ضعیف احادیث کو اعتقاد کے باب میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے"، کہنے لگا:" ابن ماجہ نے کہا کہ وہ صحیح ہے"، مفتی عبدالاحد صاحب قاسمی نے کہا:" دکھاؤ"، کہا کہ:" ابن تیمیہ نے کہا ہے"، ہم نے کہا:" پہلی والی بات صحیح ہے، یا بعد والی؟"، جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو بولا کہ: قرآن نے بھی کہا ہے دونوں ایک ہی ہیں، ہم نے کہا:" دکھائیے"، تو قرآن کی یہ آیت کھول کر دکھایا کہ" یہ دیکھو، یہاں پر حضرت عیسیٰ کے بارے **فی المھد** کہا گیا ہے اور وہ آیت یہ ہے: إِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ .... تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔ یعنی حضرت عیسیٰ ہی امام مہدی ہیں۔(نعوذ باللہ)

یہ سن کر ہم سمجھ گئے کہ یہ شخص کس معیار کا ہے، یہاں پر" المھد " ہے، (جس کا معنیٰ" گود" ہے)، اور ان سے پوچھا گیا تھا المھدی (یا کے ساتھ) (جس کا معنیٰ ہے" ہدایت یافتہ")، اس کے والد صاحب وہیں موجود تھے، بیٹا کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:" تم" مہدی" اپنے سے لکھ کر دکھاؤ"، اس نے غضب یہ کیا کہ" محدی" (بڑی حا کے ساتھ) لکھ دیا، اس کے باپ نے کہا:" تم کو تو یہ بھی لکھنا نہیں آتا ہے"، پھر اس کے والد محترم نے لکھ کر دکھایا" مہدی" اس طرح ہوتا ہے، اور قرآن میں صرف" المہد" ہے (بغیر یا کے) اور اس کا معنیٰ بھی" گود" ہے جس کا تمہارے دعوے سے کوئی لینا دینا نہیں، جب کہ تم سے پوچھا یہ گیا کہ ایسی

دلیل پیش کرو، جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ اور مہدی دونوں ایک ہی ہیں۔

وہ ڈاکٹر جب ہر طرف سے لاجواب ہوگیا تو کہنے لگا کہ: "اچھا آپ ہی یہ ثابت کیجئے قرآن وحدیث سے کہ حضرت عیسی اور مہدی دونوں الگ الگ شخص ہیں"، ہم نے کہا کہ: "حدیث میں حضرت عیسی کے بارے میں ابن مریم آیا ہے، اور امام مہدی کے بارے میں آیا ہے کہ وہ محمد بن عبداللہ ہیں، دوسری جگہ حدیث میں موجود ہے کہ آسمان سے جامع دمشق کے سفید منارہ پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اتریں گے اور پھر وہاں سے نیچے اتارے جائیں گے، نماز کا وقت ہوگا، حضرت امام مہدی امامت کے لئے کھڑے ہوں گے، حضرت عیسیٰ کو دیکھیں گے تو پیچھے ہٹیں گے، لیکن حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ آپ ہی نماز پڑھائیں، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ دونوں الگ الگ شخص ہیں۔"

مگر وہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا، بار بار کہہ رہا تھا کہ: آپ دکھائیں کہ کہیں یہ لکھا ہو کہ وہ دونوں الگ الگ ہیں، تو میں کھڑا ہوا اور ان کے والد سے پوچھا کہ: "بتائیے آپ کے والد صاحب کا نام کیا ہے؟" پھر وہاں موجود مفتی صاحب سے پوچھا کہ: "آپ کے والد صاحب کا نام کیا ہے؟" دونوں نے اپنے والد کا نام بتایا، تو میں نے کہا کہ: "جب دونوں کے والد صاحب الگ الگ، دونوں کی ماں الگ الگ، تو دونوں ایک شخص ہوئے، یا الگ الگ؟" میں نے کہا: "ایسا کیسے ہو جائے گا کہ یہاں موجود دونوں ہی آپ کے والد صاحب ہوں گے، کیا ان دونوں کو الگ الگ ہونے کے لئے اتنا کافی نہیں ہے؟" اب تو وہ تلملایا اور کہنے لگا کہ: "یہ لاجک نہیں چلے گی"۔

یہ فتنوں کا دور ہے، ہر دن نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، سب کے پیچھے کا مقصد ایک ہے اور وہ مسلم نوجوانوں کو ایمان سے ہٹا کر ارتداد کی چوکھٹ پر لا کھڑا کرنا، قادیانیت، احمدیت، غامدیت، گوہر شاہی، اور یہ فتنہ، فتنہ شکیلیت کے دام فریب میں اگر عصری علوم کے فارغین جا رہے ہیں، تو سوچنے کی بات ہے۔

یہ واقعہ صرف آپ سب کی آنکھیں کھولنے کے لئے میں نے بیان کر دیا ہے، ورنہ تو بڑی تعداد میں اس طرح کے واقعات وحادثات پیش آرہے ہیں، اور بہار کی راجدھانی پٹنہ میں اس کی جڑیں بہت مضبوط ہوگئی ہیں، جس پر کام کرنے اور ربط باہمی کے جذبوں کو فروغ دے کر نوجوانوں کو دینی تعلیم سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔

یاد رکھئے! یہ دنیا فانی ہے، اسے ایک دن فنا ہو جانا ہے، اسے ہم قیامت کے دن سے تعبیر کرتے ہیں، قرآن کریم میں جا بجا اس کا ذکر ہے، لیکن اس کا وقوع کب ہو گا؟ اس کا علم سوائے رب العالمین، احکم الحاکمین، جل جلالہ کے کسی کو نہیں ہے، ہاں مگر نبی کریم ﷺ نے وقوع قیامت سے پہلے کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں، دجال کا خروج، آسمان سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول، اور حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کا ظہور بھی انہی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

ایک مومن کے لئے ان تمام احکامات پر اجمالا و تفصیلا ایمان لانا ضروری ہے، جن کا حکم آپ ﷺ نے اجمالا و تفصیلا دیا ہے، یا کسی چیز کے بارے میں پیشین گوئی دی ہے، اس پر یقین و اعتماد کرنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے، لیکن امامت حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کریں گے، پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم دجال کو قتل کریں گے۔ احادیث میں اس بات کی بھی مکمل وضاحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت محمد بن عبداللہ المہدی دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول آسمان سے ہو گا، اور حضرت مہدی (محمد بن عبداللہ) ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں گے، اور وقت پر وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں گے۔

مرزا غلام قادیانی کا عقیدہ تھا کہ وہ خود عیسیٰ بھی ہے، اور مہدی بھی ہے، (نعوذ باللہ) اپنی اس بات کو درست کرنے اور دنیا کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے کہنے لگا کہ عیسیٰ مسیح اور مہدی دونوں ایک ہی ہیں، بالکل یہی دعویٰ دربھنگہ کا رہنے والا شکیل بن حنیف خان کا بھی ہے، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے بھولے بھالے نوجوان شکیل بن حنیف خان کے دام فریب میں پھنستے جا رہے ہیں۔

اس بات کو ذہن میں رکھیے کہ: ملت اسلامیہ کی تمام تنظیموں، اور تمام مسلکوں کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ شکیل بن حنیف خان اور اس کے ماننے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے اس فتنہ سے خود بھی بچئے، اور اپنی اولاد کو بھی اس سے بچائیے، اور کہیں بھی اس طرح کے فتنے موجود ہوں، علماء کرام سے رابطہ کیجئے، اور انہیں اس سے باخبر کیجئے!

درس قرآن

قرآن کریم کا چیلنج

تلخیص از درس قرآن: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نوراللہ مرقدہ بانی جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ، وموسس ماہنامہ ندائے قاسمؒ

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اگر میعاد معین نہ ہوتی تو ان پر عذاب آچکا ہوتا، وہ عذاب ان پر دفعتہً آپہونچےگا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔

اے نبی! جب آپ ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں، یہ لوگ بطور تکذیب اور استہزا آپ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں کہ جس عذاب سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ ابھی لے آؤ! دیکھیں وہ کیسا عذاب ہے؟ ابوجہل اور نظر بن حارث کہتے: ’’اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ‘‘ یعنی اے اللہ! اگر یہ دین اور قرآن تیرے پاس سے ہے اور حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور کوئی دردناک عذاب نازل فرما۔ اس طرح اللہ کے عذاب کا استہزا اور تمسخر یہ بھی ان کے خسران کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور اگر ان کے عذاب کی میعاد مقرر نہ ہوتی تو ابھی ان کو عذاب آپہونچتا؛ لیکن خدائے تعالیٰ کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت معین ہے وہ اپنے وقت پر آتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وقت موعود تک مہلت دیتا ہے۔ گھبرائیں نہیں! وہ عذاب ان پر اچانک آئیگا اور ان کو اس کی آمد کی خبر بھی نہ ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اس امت کا عذاب یہ ہی تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا اور پکڑے جانا، سو فتح مکہ میں لوگ بے خبر رہے کہ حضرت ﷺ کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ: ۵۳۶)

اِس آیت کریمہ کے ذیل میں دوسرے مفسرین لکھتے ہیں: نضر بن حارث چونکہ تجارت پیشہ آدمی تھا مختلف ملکوں کے سفروں میں یہود ونصاریٰ کی کتابیں اور اُن کی عبادتیں دیکھنے کا بار بار اتفاق ہوتا تھا اس لئے جب اس نے قرآن کریم میں پچھلی امتوں کے حالات سنے تو کہنے لگا کہ: ’’قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ‘‘ یعنی یہ باتیں تو ہماری سنی ہوئی ہیں اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں یہ تو پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

اور جب بعض صحابہ کرام نے اس کو لاجواب کیا کہ اگر تم ایسا کلام کہہ سکتے ہو تو پھر کہتے کیوں نہیں جبکہ

قرآن نے حق و باطل کا فیصلہ اس پر رکھ دیا ہے اور پوری دنیا کو یہ چیلنج دیا ہے کہ اگر خلاف کرنے والے سچے ہیں تو قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت ہی کی مثال پیش کریں، اور خلاف میں سر دھڑ کی بازی لگانے والے، مال و اولاد قربان کرنے والے سب مل کر بھی ایک چھوٹی سی سورت قرآن کے مقابلہ میں پیش نہ کر سکے تو اب یہ کہنا کہ ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام کہہ سکتے ہیں ایک ایسی بات ہے جو کوئی غیرت مند آدمی نہیں کہہ سکتا۔ پھر جب نضر بن حارث سے صحابہ کرام نے اس کلام الٰہی کا حق ہونا بیان کیا تو اپنے غلط مذہب پر پختگی دکھلانے کیلئے کہنے لگا:: ''اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ'' یعنی اے اللہ اگر یہ دین اور قرآن تیرے پاس سے ہے اور حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور کوئی دردناک عذاب نازل کر دیجئے!

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ يَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو گھیر لیگا، جس دن کے ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے گھیر لیگا، اور حق تعالیٰ فرمائیگا کہ جو کچھ کرتے رہے ہو اس کا مزہ چکھو۔

دنیا میں کفر کے اسباب ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، آخرت میں اس کا مشاہدہ ہو جائیگا کہ کافروں کو عذاب کس طرح گھیرے میں لیتا ہے، بلاشبہ جس عذاب کو یہ فضول مانتے ہیں اس میں تو پڑے ہی ہوئے ہیں، یہ کفر اور بُرے کام دوزخ نہیں تو اور کیا ہے، جس نے ہر طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے، موت کے بعد حقیقت کھل جائیگی کہ دوزخ کس طرح جلاتی ہے۔ جب یہ اعمال جہنم کی آگ میں سانپ، بچھو بن کر لپٹیں گے تو ان کو مشاہدہ ہوگا کہ کافروں کو عذاب کس طرح اپنے گھیرے میں لیتا ہے۔ جس دن اس کو عذاب ان کے سروں کے اوپر سے بھی ان کو گھیریگا اور پیروں کے نیچے سے بھی گھیریگا۔ جو لوگ ملائکہ اور کواکب کی پرستش کرتے تھے ان پر اوپر سے عذاب آئیگا اور جو لوگ شجر و حجر کی پرستش کرتے اور سفلی خواہشوں میں گرفتار تھے ان پر عذاب آئیگا۔ اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کے ذریعے دوزخیوں سے کہے گا: چکھو مزہ اُس چیز کا جو تم دنیا میں کرتے تھے، دنیا میں تم نے جو کفر کیا تھا ابھی تک اس کا مزہ نہیں چکھا تھا اب چکھ لو، کفر کیسا ہوتا ہے اور یہ وہی عذاب ہے جس کو دنیا میں جلدی طلب کر رہے تھے۔

درس حدیث

حماموں اور تالابوں میں غسل کرنے کے احکام

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

وَعَن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالیومِ الْاٰخِرِ فَلَایَدخُلِ الحَمَّامَ بِغَیْرِ اِزَارٍ وَمَنْ کَانَ یُومِنُ بِاللّٰہِ وَالیومِ الْاٰخِرِ فَلایُدْخِلُ حَلِیْلَتَہُ الْحَمَّامَ وَمَنْ کَانَ یُومِنُ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ فَلَایَجْلِسُ عَلیٰ مَائِدَۃٍ تُدَارُ عَلَیْہِ الْخَمْرُ۔(رواہ الترمذی والنسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں نہ داخل ہو اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو۔

تشریح: جو قومیں نبی اکرم ﷺ کی ہدایت سے محروم ہیں حیاء و شرم سے خالی ہیں۔ انسان کا نفس شرم وحیاء کی پابندی سے بچتا ہے، اس لئے جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم وحیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں۔ مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردہ کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی تھا، اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے۔ حجاز سے باہر عہد نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد وعورت بغیر کسی پردہ اور شرم کے اکٹھے ہو کر نہایا کرتے تھے، اور یہ ان کے رواج اور سماج میں داخل تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا پھر بعد میں مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دی (لیکن یہ اجازت اس شرط سے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کسی عورت پر نظر نہ ڈالے) اور عورتوں کیلئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت علیٰ حالہٖ باقی رہی، کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی۔ بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاء بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے، اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ

تہبند، کرتا اور دو پٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت ہے۔

ہمارے اس زمانہ میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے، انہی کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں۔ مرد وعورت، لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں، اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے، یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے، اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں، مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بڑا کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی نہاتے ہوں تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک نہ دیکھے۔ اسی طرح سے کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لیکر گھٹنوں کے ختم تک کے کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا سخت منع ہے۔ افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں کرکٹ وفٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار اس مسئلہ کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں غسل کر رہا ہے (اس کے بعض اعضاء وغیرہ کھلے ہوئے تھے) اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرم والا ہے اور پردہ کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ میں کیا کرے۔ (ابو داؤد)

جن ملکوں اور علاقوں (مثلاً بنگال، آسام وغیرہ) میں تالابوں میں غسل کرنے کا رواج ہے وہاں تالابوں میں بہت بے پردگی ہوتی ہے، اور ان علاقوں میں بہت ہی بدترین رواج ہے کہ مرد وعورت اکٹھے تالاب میں نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے عورتوں کا سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور کمر اور پیٹ مرد دیکھتے ہیں حالانکہ یہ دیکھنا اور دکھانا حرام ہے، بعض قوموں اور خاندانوں میں یہ دستور ہے کہ عورت کی جہاں عمر ڈھلی بس اس نے صرف ساڑھی سے کام چلانا شروع کر دیا، کرتا قمیص یا بلاؤز وغیرہ بالکل ندارد، بے تکے طریقہ پر آدھی پنڈلیوں تک ساڑھی لپیٹ لی اور کچھ حصہ سر پر ڈال لیا، پیٹ، کمر، سینہ، آدھی پنڈلیاں اور اکثر سر بھی کھلا رہتا ہے، مدراس، بہار، بنگال، آسام وغیرہ میں سفر کیا جائے تو ریلوں میں اس طرح کی عورتیں

بہت ملیں گی، ان میں مسلمان عورتیں بھی ہوتی ہیں، ننگا رہنا تو ان لوگوں کا شعار ہے جو فخرِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے محروم ہیں، مسلمانوں کو ہر بات میں اپنے دین پر قائم رہنا لازم ہے۔

اسلام تو ہرگز بے غیرتی اور بے پردگی کو روا نہیں رکھتا، پردہ کے احکام بوڑھی عورتوں کیلئے بھی ہیں، بس اتنا سا فرق ہے کہ جو زیادہ بوڑھی عورت ہو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے تک پاؤں نامحرم کے سامنے کھول سکتی ہے، سر، کمر، پیٹ اور پنڈلی نامحرم کے سامنے بوڑھی عورت کیلئے بھی کھولنا حرام ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حمام میں غسل کرنے کی ممانعت کے بعد دوسری نصیحت یہ فرمائی: کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو، ہمارے اس زمانہ میں جس طرح بے پردگی کو لوازم ترقی میں داخل کرلیا ہے، اور اس کیلئے مغربیت زدہ مجتہدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح بے پردگی عام ہوجائے اسی طرح سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے والے لوگ جو یورپ اور امریکہ کے ماحول میں کچھ دن گذار چکے ہیں، شراب کے پینے اور پلانے کو پارٹیوں اور دعوتوں کا جزءِ اعظم بنائے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بے حیاء انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں، اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا: کہ جس دسترخوان پر شراب کا دَور چل رہا ہو اس پر مت بیٹھو اور ان مدعیان دین و دانش کا یہ حال ہے کہ اسلامی جمہوریہ اور دینی حکومت کے نام پر جو دعوتیں کرتے ہیں اُن کو بھی شراب کے ذریعہ رنگین کئے بغیر باز نہیں رہتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اُس پر بھی۔ (ابوداؤد شریف، ابن ماجہ) ''**ولاتشرب الخمر فانھامفتاح کل شر**'' یعنی شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

یہ ہر برائی کی کنجی ان لوگوں میں جو دنیا کے اعتبار سے اونچے طبقہ میں شمار ہیں خوب پی اور پلائی جاتی ہے، اور ہر برائی کا ان لوگوں سے ظہور ہوتا رہتا ہے، اور ان پر جو اللہ کی لعنت برستی ہے اس سے بچنے کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔

اخوت اسلامی

مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ، رکن عاملہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار

قال النبی ﷺ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 6541 ○ ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔

گویا کہ اُخوت ومحبت کی بنیاد ایمان اور اسلام ہے، یعنی سب کا ایک رب، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک دین ہے جو کہ دین اسلام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اُخوت ومحبت کو ایک جسم کے مختلف اعضاء سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”مثل المؤمنین فی توادهم و تراحمهم و تعاطفهم کمثل الجسد إذا اشتکی عضوا تداعی لهٗ سائر جسدهٖ بالسهر والحمی۔“ (البخاری، ۶۰۳۶)

ترجمہ: ”ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متأثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔“

اُمت کا اتحاد اور اُخوت کا یہ رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو بہت عزیز ہے، اسی لیے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں جابجا اُس پر بہت زور دیا گیا ہے اور اختلافات اور تفریق سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے اس اُخوت کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا حکم دیا ہے اور ایسے تمام اسباب اور تصرفات سے روکا ہے جو اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔“ (آلِ عمران: ۱۰۳) ”اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔“

اُمت کے اتحاد اور اُخوت کے رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید اور اُس کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑیں، وہ تعلیمات جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے قول وعمل سے اُمت کے سامنے پیش فرمایا ہے، اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی ہدایات پر چلیں اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور سلف صالحین کے راستہ پر چلیں، یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی سے اُمت میں اتحاد اور اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوگا۔

اُخوتِ اسلامی کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اہم وسیلہ آپس میں محبت کے ساتھ ملنا ملانا اور ایک

دُوسرے کو دُعاء وسلام دینا بھی ہے، جس سے دل صاف ہوتے ہیں اور محبت بڑھ کر اُخوتِ اسلامی میں قوت کا ذریعہ بنتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”لن تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولن تؤمنوا حتى تحابوا أَوَ لا أدلكم على شئى لو فعلتموه تحاببتم ، أفشوا السلاَم بينكم۔“ (صحيح مسلم،ج: ۱ ،ص: ۵۴، باب بيان لايدخل الجنة الا المؤمنون)

ترجمہ: ”تم ہرگز جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ۔ اور اُس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے، جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اُسے بجالاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) آپس میں کثرت سے سلام پھیلاؤ۔“

بہر حال قرآن کریم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور اس اُخوت اور محبت کو اللہ کی نعمت قرار دیا ہے اور اس محبت اور اتحاد پر اُن کی قوت اور طاقت کا مدار ہے۔ اس اُخوت کو قائم رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اُن تمام صفات کو اپنانا جن سے یہ اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے، جیسے: خیر خواہی، محبت، اخلاص، ایثار، ملنا ملانا، صلح جوئی اور ایک دُوسرے کو سلام اور دُعاء پیش کرنا وغیرہ۔

اگر دو مسلمان بھائیوں یا دو مسلمان جماعتوں میں اختلاف اور جھگڑے کی صورت پیدا ہوجائے تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ ارشادِ خداوندی ہے: ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔“ (الحجرات: ۱۰)

”ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

صلح اور جنگ کی ہر حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی آپس کی لڑائی ختم ہوکر مصالحت میں بدل جائے، جب دو بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو یوں ہی اُن کو اُن کے حال پر نہ چھوڑا جائے، بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کی جائے اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ اسلامیہ کو بھائی بھائی بننے اور اس اُخوت کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کرپشن: مرض اور علاج

تحریر: فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

ایک بہتر اور پُر امن سماج کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد عدل و انصاف پر ہو، انصاف کے ذریعہ نہ صرف لوگوں کو ان کے حقوق حاصل ہوتے ہیں؛ بلکہ امن و آشتی کا ماحول بھی قائم ہوتا ہے اور ہر طرح کی ترقی کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، انصاف کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو کسی مشقت اور رکاوٹ کے بغیر اس کا حق مل جائے، اگر کسی کا حق روک لیا جائے اور زبردستی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے تو یہ ظلم ہے، اور قرآن مجید میں جس قدر ظلم کی مذمت کی گئی ہے شاید کسی اور گناہ پر کی گئی ہو، اور اگر دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں اس لئے رکاوٹ پیدا کی جائے کہ وہ کچھ پیسے دینے پر مجبور ہوں تو اس طرح ناجائز طریقہ پر پیسے وصول کرنا حرام ہے اور اسی کو رشوت کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف رشوت لینے کی مذمت فرمائی؛ بلکہ بلا ضرورت رشوت دینے کو بھی ناجائز قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو: "**لعن اللّٰہ الراشی والمرتشی**" (مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۰۱۱، ۹۰۱۹)

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ملک کا نام تو بدعنوانی کی فہرست میں بہت اوپر ہے اور پوری دنیا میں اس حیثیت سے ہمارا شہرہ ہے؛ لیکن ترقی یافتہ ممالک اور فوجی اور معاشی اعتبار سے سوپر طاقتیں بھی اس بیماری سے محفوظ نہیں ہیں اور رشوت بہ تدریج سرکاری ملازمین کے لئے ایک ذریعۂ آمدنی بن گیا ہے، اب لوگ اس کے اظہار میں بھی جھجکتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ تنخواہ تو اتنی ہی ہے؛ لیکن بالائی آمدنی اچھی خاصی ہو جاتی ہے، یہ بالائی آمدنی اصل میں حرام خوری کا مہذب نام ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس بیماری کے کسی وبا کی طرح پھیل جانے کا سبب کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُمت کا بناؤ اور بگاڑ علماء اور امراء سے مربوط ہے، جب ان میں بگاڑ آئے گا تو اُمت میں بگاڑ آئے گا، علماء سے مراد تو وہ لوگ ہیں جو علم دین سے آراستہ ہیں اور جن کے ہاتھوں میں مذہبی قیادت ہے اور امراء سے مراد ہیں حکمراں، سترہویں صدی میں جو انقلاب آیا، اس نے مذہبی قیادت کے تصور کو ختم کر دیا؛ اس لئے آج اگر کسی درجہ میں مذہبی قیادت موجود ہے تو وہ مسلمانوں میں، مگر مغرب نے مذہب کو زندگی سے الگ تھلگ رکھنے کا جو صور پھونکا ہے، ایسا نہیں ہے کہ مسلم سماج اس کے

اثر سے پاک ہو اور دوسری قوموں کی صورت حال تو یہ ہے کہ انھوں نے مذہبی شخصیتوں کو عبادت گاہوں میں کچھ مذہبی رسوم کے انجام دینے تک محدود رکھا ہے، اس وقت امراء یعنی سیاسی قائدین ہی کے ہاتھوں میں ملک وقوم کی قیادت ہے؛ اس لئے ایک لامذہبی اور کثیر مذہبی معاشرہ میں بناؤ اور بگاڑ ان لوگوں سے مربوط ہے جو حکومت کے ایوانوں اور اقتدار کے کاشانوں میں براجمان ہیں۔

اس وقت کرپشن میں جو روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ سیاسی طبقہ جس کے ہاتھوں میں قوموں اور ملکوں کی باگ ڈور ہے، وہ خود کرپشن میں پیش پیش ہے، عام لوگوں کی رشوت سو اور ہزار میں ہوتی ہے؛ لیکن اس طبقہ کے لئے یہ ''اونٹ کے منھ میں زیرہ'' کا مصداق ہے؛ اس لئے کئی سو کروڑ اور کئی ہزار کروڑ تک ان کی رشوت پہنچ جاتی ہے، خود ہمارے ملک میں سیاسی شخصیتوں کی مدد سے رشوت کے بعض ایسے واقعات سامنے آئے ہیں، جس میں ملک کی بڑی ریاستوں کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ پیسوں کی ہیر پھیر کی گئی ہے، بعض اہل دانش کا قول ہے: ''الناس علی دین ملوکہم'' (فتح الباری لابن حجر: ۷/۱۵۱) یعنی لوگ اپنے حکمرانوں کے طریقہ سے متأثر ہوتے ہیں اور انھیں اپنے لئے آئیڈیل بناتے ہیں، اگر وہ کسی برائی میں مبتلا ہوں تو وہ برائی عیب کے بجائے ہنر بن جاتی ہے اور لوگوں میں اس کے بُرے ہونے کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اس لئے اگر کرپشن کو دُور کرنا ہے تو اس کی ابتداء ایوانِ اقتدار سے ہونی چاہئے اور اوپر سے نیچے تک ہر ایک کو احتساب کے دائرہ میں لانا چاہئے، وزیر اعظم کا عہدہ نہایت موقر عہدہ ہے؛ لیکن کیا یہ عہدہ بھی داغ دار نہیں ہو چکا؟ ہمارے ہی ملک میں راجیو گاندھی پر بوفورس توپ کی خریداری کے معاملہ کو لے کر اور نرسمہا راؤ پر بہت سے اور مسائل سے متعلق انگلیاں نہیں اُٹھی ہیں؟ شریعت اسلامی کا مزاج یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کے سلسلہ میں جواب دہ ہے، کوئی شخص کتنے ہی اونچے عہدہ پر پہنچ جائے؛ لیکن وہ جواب دہی سے بالاتر نہیں ہو سکتا، پیغمبر اسلام ﷺ نے اُصول مقرر کر دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں ذمہ دار ہے اور جو شخص جس کے بارے میں ذمہ دار ہے اس کے بارے میں جواب دہ بھی ہے: **''کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته''** (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، حدیث نمبر: ۸۴۴) جواب دہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے مفوضہ کام کو انجام دے اور یہ بات بھی کہ وہ اس کو پوری دیانت داری اور شفافیت کے ساتھ انجام دے۔

حضور ﷺ نے یہ تصور لوگوں کے ذہن میں اس طرح راسخ کر دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے جسم پر دو چادریں ہیں، جب کہ بیت المال میں آئے ہوئے سامان میں سے ایک ایک چادر ہی لوگوں کو تقسیم کی گئی تھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ میری بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، سامعین میں سے حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں نہ آپ کی بات سنوں گا اور نہ مانوں گا، حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو فرمایا: آپ نے سبھوں کو ایک ایک چادر عنایت کی اور آپ کے جسم پر دو چادریں ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ وہ اس سلسلہ میں وضاحت کر دیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کھڑے ہوئے اور وضاحت کی کہ اس میں ایک چادر میرے حصہ کی ہے اور ایک چادر والد صاحب کے حصہ کی، اب حضرت سلمانؓ مطمئن ہوئے اور عرض کیا: اب میں آپ کی بات سنوں گا بھی اور فرماں برداری بھی کروں گا، یہ ہے احتساب کا وسیع تر دائرہ جس میں ایک معمولی شخص کسی بھی وقت امیر المؤمنین کا محاسبہ کرسکتا ہے اور ان سے جواب طلب کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سیاست میں کرپشن کی جو بیماری کینسر کی صورت اختیار کرگئی ہے، اس کی ایک اہم وجہ ہمارا انتخابی نظام ہے، الیکشن میں جلسے، ریالیاں، اشتہارات، پوسٹرس وغیرہ ایک ضرورت بن گئے ہیں اور اس میں کثیر اخراجات صرف ہوتے ہیں، ایک شخص جب پارلیمنٹ کا ممبر بنتا ہے تو وہ کئی کروڑ روپئے خرچ کر کے یہاں تک کا سفر طے کرتا ہے، اسی طرح جو شخص ممبر اسمبلی بنتا ہے، اس کے اخراجات بھی کروڑ تک پہنچ جاتے ہیں، کسی ممبر اسمبلی یا ممبر پارلیمنٹ کی تنخواہ اتنی نہیں ہوتی کہ وہ ان اخراجات کو وصول کر سکے اور بہر حال اسے خرچ کیا ہوا وصول بھی کرنا ہے اور مزید دولت بھی اکٹھی کرنی ہے، یہ چیز اسے کرپشن کی طرف لے جاتی ہے؛ اس لئے ضرورت ہے کہ انتخابی نظام کو سادہ بنایا جائے، جلسوں، جلوسوں کے بجائے گورنمنٹ کی طرف سے سہولت فراہم کی جائے کہ سرکاری ذرائع ابلاغ پر ہر اُمیدوار اور ہر پارٹی اپنا منشور پیش کر دے اور کارکردگی کی وضاحت کرے، گورنمنٹ کی طرف سے ہر آبادی میں انتخاب سے متعلق ایک دو پروگرام رکھے جائیں، جس میں مختلف پارٹیوں اور اُمیدواروں کو اپنی بات پیش کرنے کا موقع دیا جائے، اس طرح شاید اس کرپشن کو کم کیا جاسکتا ہے اور عوام کو بھی ترجیح دینے میں سہولت ہوسکتی ہے۔

سرکاری سہولتوں کے عوام تک پہنچنے اور ترقیاتی کاموں کے انجام دینے میں واسطوں کی کثرت بھی کرپشن کو بڑھاتی ہے، سیاسی نمائندوں، سرکاری عہدہ داروں اور مقامی ٹھیکداروں کی ایک طویل چین ہے، جو

ایک طرف سرکاری اخراجات کو بڑھاتی ہے اور دوسری طرف عوام کو سرکاری اسکیموں کے حقیقی منافع سے محروم رکھتی ہے، گورنمنٹ کو ایسا طریقہ کار وضع کرنا چاہئے کہ یہ واسطے کم سے کم ہو جائیں اور عام لوگ براہ راست سرکار سے رابطہ کر سکیں، اس کی ایک روزمرہ دیکھی جانے والی مثالوں میں "ریلوے ریزرویشن" ہے، کچھ سال پہلے رشوت دئے بغیر ریلوے ریزرویشن کا حصول ناممکن سمجھا جاتا تھا، یا تو اسٹیشن ماسٹر کو رشوت دینی پڑتی یا ٹی ٹی کو؛ لیکن ریزرویشن کے لئے کمپیوٹر کے استعمال نے اس کو کافی حد تک کم کر دیا اور ای ٹکٹ کی سہولت نے رشوت کو روکنے میں مزید مؤثر کردار ادا کیا، اگر حکومت اپنے پروگراموں کو عوام تک پہنچانے میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرے اور ترقیاتی کاموں میں شفافیت پیدا کرنے کے لئے اس کی تفصیلات نٹ (Net) کے ذریعہ عوام کو فراہم کر دے تو بہت کچھ اس کے سد باب میں مدد ملے گی؛ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ کیا خود حکومتیں اور سیاسی پارٹیاں ایسی شفافیت لانے پر آمادہ ہوگی، جس میں ان کے نمائندوں اور مقامی کارکنوں کے لئے ناجائز خورد و نوش کا راستہ بند ہو جائے اور بڑے ٹھیکداروں سے پارٹی فنڈ کے نام پر رقم حاصل کرنے کی گنجائش نہ رہے؟

کرپشن زندگی کے تمام شعبوں میں اس طرح پھیل گیا ہے اور عوام اس سے اس درجہ پریشان ہے کہ انا ہزارے کی تحریک پر پورا ملک اکٹھا ہو گیا اور ایک ایسا شخص جس کی پہلے سے کوئی عوامی ساکھ نہیں تھی کی آواز پر ملک بھر کے لوگ متوجہ ہو گئے اور حکومت کو نیم دلی کے ساتھ ان کی کچھ شرطوں کو قبول کرنا ہی پڑا؛ لیکن محض اتنی سی بات رشوت کو ختم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، جب تک لوگوں کی بنیادی سوچ کو نہ بدلا جائے اور ایک ایسا انقلاب نہ لایا جائے جس کا ہدف صرف "زبانیں" نہ ہوں؛ بلکہ "دل" ہوں، حقیقی تبدیلی نہیں آسکتی؛ کیوں کہ دل کے بناؤ اور بگاڑ پر ہی انسان کا عملی رویہ موقوف ہے؛ چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب اس کی اصلاح ہوتی ہے تو انسان کا پورا وجود صالح بن جاتا ہے اور جب یہ بگڑ جاتا ہے تو انسان کے پورے وجود میں فساد سرایت کر جاتا ہے: "**إن في الجسد لمضغة، إذا صلحت صلح كله و إن فسدت فسد الجسد كله ألا و هي القلب**" (سنن البیہقی الکبری، ۱۰۱۸۰) اس لئے ضرورت ایک ایسی تحریک کی ہے جو دلوں کی دنیا کو بدل دے، جو بنیادی سوچ میں تبدیلی لائے اور جو انسان کو سکھائے کہ وہ سکے ڈھالنے والی مشین نہیں ہے؛ بلکہ وہ دردمند دل، انسانیت کے لئے سوچنے والا دماغ اور محبت کی دھڑکنوں سے آراستہ خدا کی ایک عظیم مخلوق ہے، اس کے بغیر کرپشن کو روکنے کی جو بھی کوشش ہوگی، وہ درخت کی جڑوں کو سیراب کرنے کی بجائے پتوں پر پانی ڈالنے کے مترادف ہوگی۔

ظاہری اور باطنی احوال

جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار، و معاون مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ

ایک ہے ظاہری حالت اور ایک ہے باطنی حالت۔ ظاہری حالت میں ہم دیکھتے ہیں کہ چیزیں چیزوں سے بنتی اور بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہیں مثلاً ایک دانہ سے سات دانہ، ایک درخت سے ہزاروں آم و دیگر پھل وغیرہ، یا آگ میں جلانے کی قوت، چھری میں کاٹنے کی صلاحیت۔ تو یہ تمام چیزیں یوں ہی پیدا نہیں ہو رہی ہے، بلکہ اس میں باطنی حالت کام کر رہی ہے، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت و طاقت اور اللہ تعالیٰ کا امر اور ان کی مشیت۔ جب اس میں اللہ تعالیٰ کا امر اور اس میں قدرت و طاقت نہ ہو تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

اس کا دلوں میں پختہ یقین اور اعتماد پیدا ہونے کی صورت کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' کا وِرد کثرت سے ہو، کثرت ذکر و وِرد سے دل کی گہرائیوں اور تہہ تک یقین و اعتماد جمتا جائیگا، جس قدر پختہ یقین و اعتماد ہوتا جائیگا اسی قدر عمل صالح پر مداومت ہوگی اور اس کی برکت سے گناہ اور نافرمانی سے اجتناب کی توفیق ملتی رہے گی۔ جب بندہ کلمہ توحید پڑھتا اور کثرت سے وِرد کرتا رہتا ہے تو عمل صالح پر مداومت اور عصیان و نافرمانیوں سے اجتناب تو پھر اس کا مقام بلند ہوتا ہے، درجات میں ترقی ہوتی ہے، بڑے بڑے انعامات سے نوازے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جَدِّدُوا اِیْمَانکم قیل یارسولَ اللّٰہ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلّم کَیف نُجَدِّدُ اِیمَانَنَا؟ قَالَ: اَکْثِرُوا من قَالَ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' (رواہ احمد)

اپنے ایمان کو تر و تازہ کرتے رہا کرو! پوچھا گیا: کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم اپنا ایمان کس طرح تر و تازہ کرتے رہا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ)'' کثرت سے پڑھا کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لایقولھا عبدٌ حقا من قلبہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ بھی اسے صدق

فَیَمُوتُ عَلیٰ ذٰلک اِلاَّحُرِّمَ عَلیٰ النَّارِ لَااِلٰهَ اِلاّٰاللّٰہُ۔ (رواہ حاکم)

ویقین قلب کے ساتھ کہے گا پھر اس پر مرجائے تو جہنم اس پر حرام ہے، اور وہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ ہے۔

حضرت جابرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”افضل الذکر لاالٰہ الا اللہ، افضل دعاء الحمدللہ“ ہے۔ (نسائی) ایک روایت میں ہے کہ: ”اسعدالناس بشفاعتی یوم القیمة من قال لاالٰہ الا اللہ خالصامن قلبہ“ (بخاری) لوگوں میں سب سے زیادہ میری شفاعت کا حقدار وہ شخص ہوگا جو خالص نیت قلب کے ساتھ لاالٰہ الا اللہ کہے۔ کلمہ توحید پڑھنے والے کی حرمت وعظمت بہت بلند ہوجاتی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کیا کہ وہ ایک روز آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے جارہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

یاغلام انی معلمک کلماتٍ اِحْفِظِ اللّٰہِ یحفظک احفظ اللّٰہ تجدہ تجا ک وَاذَاسأَلْتَ فاسأل اللّٰہ واذااسعتنت فاستعن باللّٰہ واعلم ان الامة لواجتمعوا علیٰ ان ینفعوک لم ینفعوک الابِشَیئٍ کتبہ اللّٰہ لک ولواجتمعوا علیٰ ان ینصروک لم یضروک الابِشَیئٍ قدکتبہ اللّٰہ عَلَیْکَ۔ رفعت الاقدم وجفت الصحف۔

اے بچے میں میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں وہ یہ ہیں تو اللہ کی حدود کا لحاظ کر تو اللہ اور اس کی رحمتوں وعنایتوں کو اپنے سامنے پائیگا، اور جب تجھے کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر، اور یہ بات خوب سمجھ لے کہ اگر ساری دنیا جمع ہوجائے اس چیز پر کہ تجھے نفع پہونچائے تو دنیا کے تمام انسان تجھے نفع نہیں پہونچاسکتے، مگر صرف وہی جو اللہ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے، اور اگر دنیا کے سب لوگ جمع ہوجائیں اس پر کہ تجھے کچھ نقصان پہونچادیں تو ہرگز کچھ نقصان نہیں پہونچاسکتے،

مگر وہی جو اللہ نے تجھ پر لکھ دیا ہے۔ اے لڑکے تقدیر کے قلم (انسانی تقادیر لکھ کر) فارغ ہوگئے اور قضاوقدر کے جوطے کردیئے گئے ہیں وہ خشک ہوچکے اس لئے جو بھی کچھ ہوگا وہ اللہ کی تقدیر پر اور اسی کی مشیت کے مطابق ہوگا۔ انسان جتنی کوشش اپنی ظاہری حالت کے سنوارنے میں کرتا ہے اس سے زیادہ اپنی باطنی حالت کو سنوارنے میں کرے، چونکہ ظاہری حالت فنا ہونے والی ہے، اور باطنی حالت ہی کام آنے والی ہے۔ یہی اصل مقصود ہے، اور اسی لئے تو انسان کو دنیا میں بھیجا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے باطن کی اصلاح ودرستگی کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

ہندوستان میں اسلام کیسے پھیلا؟

ترتیب: عبدالعزیز

آر ایس ایس کے سربراہ مسٹر موہن بھاگوت نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندستان میں مسلمان مسلم حملہ آوروں کے ذریعے آئے اور مسلم بادشاہوں یا حملہ آوروں کے ذریعے اسلام ہندستان میں پھیلا۔ اس طرح کی باتیں اسلام دشمنوں کی زبان سے اکثر سننے میں آتی ہیں کہ اسلام تلوار اور طاقت کے ذریعے پھیلا ہے، جو حقیقت میں انتہائی غلط اور لغوبات ہے۔

انڈونیشا اور ملیشیا میں کوئی بھی مسلم حملہ آور یا بادشاہ نہیں گیا تھا، پھر بھی وہاں اسلام تیزی کے ساتھ پھیلا اور تناسب کے لحاظ سے ہندستان سے کئی گنا زیادہ وہاں کی آبادی ہے۔ آج بھی دنیا کے ہر کونے اور ہر گوشے میں اسلام پھیل رہا ہے، خاص طور پر مغربی ممالک میں۔ وہاں مسلمان نہ حکمراں ہیں اور نہ کوئی ان کی تلوار اور طاقت ہے۔ اس سے بڑا ثبوت کیا ہوسکتا ہے۔ اسلام طاقت کے زور پر نہ پھیلا ہے اور نہ پھیلے گا۔ پہلے بھی تبلیغ واشاعت سے اسلام پھیلا ہے اور ابھی بھی تبلیغ واشاعت سے ہی پھیل رہا ہے۔ (ع-ع)

آج برصغیر میں 20 / 22 کروڑ سے زیادہ مسلمان بستے ہیں۔ دنیا میں یہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد بنتی ہے۔ جب اسلام انڈیا میں داخل ہوا تھا تو اس علاقے کے لوگوں نے اسلام کی ترویج و اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ آج اس بارے میں بہت سے نظریات پائے جاتے ہیں کہ برصغیر میں کیسے اتنی زیادہ تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس وقت ہندستان میں کچھ سیاسی و مذہبی ہندو تحریکیں اسلام کو غیر ملکی بنانے کی کوشش کررہی ہیں۔ آج یہ پروپیگنڈہ زور و شور سے کیا جارہا ہے کہ اسلام یہاں عرب اور فارسی جنگجوؤں کے ذریعے پہنچا اور یہ کہ ہندستان میں رہنے والے مسلمان دراصل ان غیر ملکی مسلمان حملہ آوروں کی اولاد ہیں جو یہاں لوٹ مار کی نیت سے وقتاً فوقتاً آتے رہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ برصغیر میں اسلام کی تاریخ اس سے بہت زیادہ پرانی ہے۔

ہندستان کے قدیم مسلمان 600ء کے لگ بھگ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے بہت پہلے عرب لوگ تجارت کے ذریعے انڈیا سے رابطے میں تھے۔ عرب تاجر باقاعدگی سے انڈیا کے مغربی ساحلوں پر سامان تجارت بیچتے تھے جیسے مصالحے، سونا اور افریقی سامان وغیرہ۔ جب عربوں نے اسلام قبول کیا تو

قدرتی طور پر اسلام عرب تاجروں کے ذریعے ہندستان کے ساحلوں پر پھیلنا شروع ہوگیا۔انڈیا میں پہلی مسجد کیرالہ کے مقام پر حضور ﷺ کے دور میں ہی 629ء میں تعمیر ہوئی۔اس طرح عرب مسلمانوں اور انڈیا کے مقامی مسلمان تاجروں کے ذریعے اسلام تیزی سے انڈیا کے ساحلی علاقوں اور قصبوں میں رابطوں کے ذریعے پھیلتا چلا گیا۔

محمد بن قاسم: اسلام کی انڈیا میں مزید اشاعت خاندان بنو اُمیہ کے دور میں ہوئی جب دمشق میں بیٹھے اموی خلیفہ نے 711ء میں بنو امیہ کے ایک نوجوان لڑکے محمد بن قاسم جس کا تعلق طائف سے تھا، کو اموی اقتدار کو سندھ میں توسیع دینے کیلئے مقرر کیا؛ چنانچہ محمد بن قاسم 6000 سپاہیوں کی فوج کے ساتھ مکران پہنچا جہاں اسے معمولی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔مکران شہر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔محمد بن قاسم کی مکران آمد پر وہاں کے مقامی بدھ راہبوں نے اسے خوش آمدید کہا۔زیادہ تر شہر بغیر لڑائی کے رضا کارانہ طور پر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ہندو حکومت کے مظالم سے تنگ بدھ مت اقلیت سے تعلق رکھنے والے مقامی لوگ بڑی تعداد میں مسلم فوج میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ہندستان میں مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کیلئے سندھ کا راجہ داہر مسلمانوں کے خلاف ہوگیا اور اپنی فوجوں کو محمد بن قاسم سے لڑائی کیلئے تیار کیا۔712ء میں دونوں فوجیں فیصلہ کن جنگ کیلئے آمنے سامنے ہوئیں۔راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سارا سندھ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ سارے سندھ کی آبادی مسلمان نہ ہوئی۔آج بھی اندرون سندھ میں کثیر تعداد میں ہندو آبادی موجود ہے۔اصل میں مسلمان فاتحین نے کبھی بھی مقامی لوگوں کی روز مرہ زندگی کو نہ چھیڑا۔محمد بن قاسم نے ہندوؤں کو مکمل مذہبی آزادی فراہم کی اور بدھ مت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مقامی ہندو حکومت کے ظلم و زیادتی سے ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا۔اسی مذہبی رواداری اور انصاف کی وجہ سے ہندستان کی باقی آبادی میں رہنے والے لوگوں نے محمد بن قاسم اور اس کی فوج کو خوش آمدید کہا۔

بات کرنے کا مقصد: مسلمانوں کی انڈیا میں مسلسل تیز کامیابیوں کی ایک ہی بنیادی وجہ تھی اور وہ تھی مفتوح لوگوں کو مکمل مذہبی آزادی کی یقین دہانی۔بعد کی صدیوں میں آنے والے محمود غزنوی اور محمد تغلق وغیرہ نے بھی بغیر کسی مذہبی تبدیلی کے سب کو مکمل حقوق دیے۔

اسلام کی آمد سے پہلے پورے ہندستان میں ذات پات کا بڑا مضبوط نظام موجود تھا۔ معاشرہ مختلف حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ جب اسلام یہاں داخل ہوا تو اونچی ذاتوں کے مظالم سے تنگ آئی ہوئی پسماندہ ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بڑی تیزی سے اسلام کی طرف مائل ہوئے۔ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ ذات پات اور نسل پرستی کے مقابلے میں اسلام کا برابری کا نظام زیادہ پسندیدہ تھا۔ ذات پات کے نظام کی وجہ سے ہندو معاشرے میں پیدا ہونے والے ہر شخص کے بارے میں معاشرہ پہلے ہی یہ تعین کر دیتا تھا کہ تم کیوں پیدا ہوئے۔ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ معاشرے میں تمہارا کیا مقام ہوگا۔ اس وجہ سے ہندو معاشرے میں نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کیلئے معاشی ترقی، اپنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال اور کسی عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوئی مواقع نہیں پائے جاتے تھے لیکن اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب لوگوں کیلئے یکساں مواقع ہیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے معاشرے میں نام پیدا کرسکیں اور محنت کر کے معاشی ترقی حاصل کرسکیں۔ برصغیر میں اسلام کی آمد سے پہلے اسی وجہ سے بدھ مت مذہب بہت مقبول تھا کیونکہ اس میں ذات پات کا نظام نہیں تھا روایتی طور پر جب لوگ ذات پات کے نظام سے فرار چاہتے تھے تو لوگوں کی بڑی تعداد نے بدھ مت مذہب کو قبول کیا لیکن جب اسلام آگیا تو لوگوں نے اس ذات پات کے نظام کو چھوڑنے کیلئے بدھ مت کی بجائے اسلام کی طرف پلٹنا شروع کر دیا۔ ان مذاہب کی غلط تعلیمات کی وجہ سے اسلام تیزی سے لوگوں میں پھیلنے کی وجہ بنا۔ مسلمان علماء نے انڈیا کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ انہوں نے زیادہ تر صوفی خیالات کی تعلیم دی اور زیادہ تر لوگوں نے صوفیانہ نقطہ نظر کو اپنایا۔ البتہ مقامی لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے باوجود صدیوں سے چلتی آئی ہندوانہ تہذیب کے اثرات کو مکمل طور پر نہ چھوڑا اور ان ہندوانہ رسموں کے اثرات آج بھی برصغیر کے مسلمانوں میں شادی، مرگ اور دوسرے مواقع پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

کیا اسلام طاقت سے پھیلا؟ یہ اسلام پر بہت بڑا الزام ہے کہ انڈیا میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کی وجہ مسلمان حکمرانوں کی زبردستی اور تشدد ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ برصغیر کے بہت سے علاقوں میں مسلمان حکمرانوں نے ہندو حکمرانوں کو شکست دے کر ان کی جگہ لی لیکن رعایا پر تشدد اور لڑائی کی کہانیاں بہت ہی کم ہیں اور ان میں سے اکثر ناقابل اعتبار ہیں۔ اگر اسلام تشدد اور جنگ سے پھیلا ہوتا تو انڈیا میں آج جو مسلمانوں

کی آبادی موجود ہے وہ اس موجودہ مسلم آبادی سے کہیں زیادہ ہوتی ۔ چنانچہ برصغیر کا مغربی اور شمالی حصہ مکمل طور پر اسی مسلم آبادی پر مشتمل ہوتا کیونکہ یہاں مسلمان حکمرانوں نے مسلسل کئی صدیوں تک حکومت کی ہے اگر وہ چاہتے تو تمام لوگوں کو بڑی آسانی سے مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرسکتے تھے لیکن ان علاقوں میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں ۔اس کی بجائے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام پورے برصغیر میں پھیلا ہوا ہے ۔ان علاقوں میں بھی جہاں کبھی بھی مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی ۔مثال کے طور پر بنگلہ دیش اور اس کی 15 کروڑ سے زائد مسلم آبادی بہت دور مشرقی علاقے میں موجود ہے جو کثیر آبادی والے علاقوں سے بہت دور ہے ۔کم آبادی والی مسلم آبادیاں مغربی میانمار، سنٹرل انڈیا اور سری لنکا کے مشرقی حصے میں موجود ہیں جو کہ برصغیر میں اسلام کے پرامن طریقے سے پھیلنے کا ثبوت ہے کیونکہ ان علاقوں پر شاذ و نادر ہی مسلمانوں کی حکومت رہی ہے ۔اگر اسلام تشدد سے پھیلا ہے جیسے کہ آج کچھ لوگ کہتے ہیں تو یہ مسلم آبادیاں ان علاقوں میں موجود نہ ہوتیں ۔اسلام ہندستان اور اس کی تاریخ کا اہم حصہ ہے؛ حالانکہ برصغیر بہت سے عقائد اور مذاہب رکھنے والا علاقہ بن چکا ہے ۔آج کے دور میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام اس علاقے میں اپنی ایک خاص پوزیشن رکھتا ہے ۔انڈیا اور دوسرے لوگوں کو اس سچائی کو بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام انڈیا میں پرامن طریقے سے پھیلا ۔

خصوصی گذارش!

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کا دینی، واصلاحی ترجمان؛ ماہنامہ ندائے قاسمؒ؛ ایک خاموش تحریک ہے، اس کے ذریعہ مذہب اسلام اور اس کی تعلیمات کو ہر خاص وعام تک پہونچانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، اس کی طباعت پر سالانہ تقریبا تین لاکھ روپئے کا صرفہ ہے ۔

اس خاموش تحریک کو باقی رکھنے میں ادارہ کا تعاون کیجئے، اور ماہانہ محض ایک ہزار روپئے کے ذریعہ معاونت فرما کر اس تحریک کو زندہ، اور تابندہ رکھنے میں ہماری معاونت فرما کر ثواب دارین حاصل کیجئے ۔ **ان اللّٰہ لایضیع اجرالمحسنین**

مسلم پرسنل لا پر اعتراضات کی حقیقت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

مسلم اسکالروں اور علماء کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان اعتراضات کی حقیقت کو سامنے لائیں اور بتائیں کہ عورت کے مسئلے اور ان سے متعلقہ احکامات میں صحیح اور درست وہی ہے جو اسلام نے کہا ہے، دقت یہ ہے کہ قرآن واحادیث سے حوالہ دے کر انہیں سمجھائیے تو اسے قدیم کہہ کر جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی بحث کا سارا رخ منطقی ہوتا ہے، اور قرآن واحادیث کو بالائے طاق رکھ کر ہوتا ہے، حالانکہ مسلمانوں کے لیے یہ بات کافی ہے کہ بات سمجھ میں آئے یا نہیں، اللہ رسول کے حکم کے آگے سر جھکا دیا جائے، کیونکہ ہماری سمجھ کمزور ہوسکتی ہے، لیکن قرآن واحادیث کی تعلیم کی معقولیت میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔

مثال کے طور پر لڑکے لڑکیوں کی نابالغی میں شادی کا مسئلہ ہے، نابالغی کی شادی حکومت کی نظر میں قانوناً جرم ہے، گو اس کا اطلاق ابھی تک مسلم پرسنل لا پر نہیں ہوتا، لیکن یہی قانون داں حضرات اس بات کو جائز قرار دیتے ہیں کہ اگر نابالغ لڑکے اور لڑکی نے آپسی رضامندی سے جنسی تعلق قائم کرلیا تو اس میں داروگیر کی گنجائش نہیں ہے، البتہ چونکہ یہ تعلق رضامندی سے ہوا ہے، اس لیے اسے ریپ (Rape) زنا بالجبر قرار نہیں دیا جاسکتا، جائز طریقے سے نابالغی میں کی جانے والی شادی ہندوستانی قانون میں درست نہیں، البتہ ناجائز طریقے سے نابالغی کی عمر میں رضامندی سے زنا کرنا ان کے نزدیک جائز ہے، شریعت کہتی ہے کہ جائز طریقہ سے نکاح نابالغی میں بھی جائز ہے، کیونکہ نابالغ کا نکاح بھی رضامندی سے ہوتا ہے، فرق یہ ہے کہ اس میں دونوں کے ولی کی رضامندی معتبر ہے، کبھی مصلحتیں ایسی ہوتی ہیں کہ کم عمری میں شادی کرنی ہوتی ہے، اس لیے کسی بھی طرح اس عمل کو غیر منطقی اور غیر عقلی نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح چار شادیوں کا مسئلہ ہے، یہاں یہ بات رکھنے کی ہے کہ شریعت نے چار شادی کرنے کا نہ تو حکم دیا ہے اور نہ ہی اسے لازم قرار دیا ہے، یہ تو صرف ایک اجازت ہے جو عدل جیسی سخت شرط کے ساتھ دی گئی ہے، اسی لیے چار شادیوں کا رواج کم ہے، اور اس اجازت سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد اقل قلیل ہے، ہر آدمی اپنے گاؤں اور محلوں میں ایک سے زائد شادی کرنے والوں کا سروے کرکے اس حقیقت کی تصدیق کرسکتا ہے، لیکن میڈیا نے اس کا پروپیگنڈہ اس طرح کر رکھا ہے گویا سارے مسلمان چار

شادیاں کرتے ہیں، دوسری طرف ہندوستانی قانون میں (لیوان ریلیشن شپ) کو درست سمجھا جاتا ہے، بیوی نہیں ہے، لیکن بیوی کی طرح ہی مرد کے ساتھ لڑکیاں اور عورتیں رہ رہی ہیں، قانون نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے، بلکہ وہ جائیداد جو مرد نے ذاتی جدو جہد سے حاصل کیا ہے وہ اس کے ترکہ میں حصہ پانے کی بھی حقدار ہے، ناجائز تعلق زندگی بھر رکھا، وہ اس کی کمائی میں حصہ پا رہی ہے، پھر ان کی تعداد بھی مقرر نہیں، جتنی کو زندگی کا پارٹنر بنالو، اسلام جائز طریقے سے چار کی اجازت دیتا ہے تو اس پر سوالات کھڑے کیے جاتے ہیں، اور دانشور طبقہ ناک بھوں ءچڑھانے لگتا ہے، دونوں کی صورت حال پر غور کر کے فیصلہ خود ہی کر سکتے ہیں کہ نکاح والی عزت کی زندگی بہتر ہے یا بے نکاحی ذلت کی زندگی، لاتعداد عورتوں سے تعلق کے مقابلے چار نکاحی عورت میں ہی آپ کو عزت نظر آئے گی۔

ایک سوال طلاق کے حوالہ سے اٹھایا جاتا ہے، یہ چاہتے ہیں کہ طلاق کا حق عورتوں کو بھی دے دیا جائے، جس طرح نکاح اس کی مرضی سے ہوتا ہے طلاق میں بھی اس کی مرضی شامل رہے، مردوں کو طلاق کا حق دینے میں خود عورتوں کا تحفظ ہے، خاندان کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے شریعت نے یہ حق مردوں کو دیا ہے، اگر یہ حق عورتوں کو مل جائے تو جذباتیت کی وجہ سے خاندان زیادہ ٹوٹیں گے، پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ اسے بالکل یا اسے اس حق سے محروم کر دیا گیا ہے، اسے اس کا پابند کیا گیا کہ اگر وہ رشتے کو پسند نہیں کرتی تو اس کے وجوہات بتا کر بعض حالتوں میں قاضی سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعض حالتوں میں خلع لے کر جان خلاصی کروا سکتی ہے، اس طرح رشتے ٹوٹیں گے بھی تو ان کی وجوہات معقول ہوں گی، اور بہت ناگزیر حالت میں ہی ایسا ہوا کرے گا۔

ایک سوال تین طلاق کے نفاذ پر بھی اٹھایا جاتا ہے، کہ تین طلاق ایک مجلس میں دینا شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے خلاف ہے، اس لیے اس کو نافذ نہیں ہونا چاہیے، یہاں اعتراض کرنے والے یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ایک ہے کسی چیز کا غلط استعمال اور ایک ہے غلط استعمال کے نتائج واثرات، دونوں الگ الگ چیز ہے کسی کو گولی مارنا غلط ہے، بندوق کا استعمال غلط کیا گیا کسی کو چاقو ماردی گئی، چاقو کا غلط استعمال ہوا، لیکن کون عقلمند یہ کہے گا کہ بندوق اور چاقو کے غلط استعمال کی وجہ سے آدمی بھی محفوظ رہ جائے گا، اس کی جان نہیں جائے گی، کیونکہ آلہ کا غلط استعمال ہوا ہے، جس طرح گولی اور چاقو لگنے کے بعد آدمی کی جان جا سکتی ہے

آدمی زخمی ہو جاتا ہے، اسی طرح تین طلاق کا یک بارگی استعمال واقعتہً غلط ہے، لیکن استعمال کے غلط ہونے کے باوجود اثرات کے طور پر نکاح ٹوٹ جائے گا اور عدد کے اعتبار سے حکم لگایا جائے گا۔ طلاق کا نفقہ ء عدت شوہر کے ذمہ ہے، اسے اچھے طریقہ پر اپنے گھر سے الوداع کہنا بھی اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے، لیکن جب تک وہ دوسری شادی نہ کرلے یا تا حیات، سابق شوہر سے کھانا خرچہ دلانا کون سی عقلمندی ہے، جب شوہر نے عورت کو چھوڑ دیا، اور اسے اپنی زندگی سے نکال پھینکا تو اب وہ دوسری عورتوں کی طرح غیر ہے، سابق شوہر سے اس کا کوئی رشتہ کسی درجہ میں باقی نہیں ہے، اس لیے عدت گذرنے کے بعد وہ اپنے نفس کی مجاز ہے، کسی بھی مؤمن مرد سے رشتہ کر سکتی ہے، پھر بھلا مرد کیوں اس نفقہ کا ذمہ دار ہوگا، اور کیوں اسے Maintenance دلایا جائے گا، یہ عورت کی غیرت کے بھی خلاف ہے کہ جس نے اسے اپنے نکاح میں باقی نہیں رکھا اس کے کھانا خرچہ پر وہ زندگی گذارے، کھانا خرچہ لازم کرنے کی وجہ سے عورت کے گناہ میں مبتلا ہونے کا بھی خطرہ ہے، طلاق کے بعد کھانے خرچہ کا تعلق اسے کبھی بھی معصیت میں مبتلا کر سکتا ہے۔

ایک سوال یہ بھی کھڑا کیا جاتا ہے کہ عورت بوڑھی ہوگئی اور اس کے شوہر نے طلاق دیدی، عمر کی اس منزل میں اس کی شادی بھی نہیں ہو سکتی پھر وہ کہاں رہے گی، کس طرح زندگی بسر کرے گی، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت نے کسی کو لاوارث نہیں چھوڑا ہے، اس حالت میں اس کا کھانا خرچہ ان لوگوں پر لازم ہے جو عورت کے پاس مال ہونے کی صورت میں اس کے وارث ہوتے، وہ والد بھی ہو سکتے ہیں اور بھائی وغیرہ بھی، میکے میں بھی کوئی نہیں ہو تو حکومت اور امارت شرعیہ کے امیر اس کے ولی ہوں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا ولی من لا ولی لہ۔ جس کا کوئی ولی نہیں، میں اس کا ولی ہوں، یعنی حکومت اور امیر اس کی کفالت کے لیے فکر مند ہوں گے، اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اسلام میں کوئی لا وارث نہیں ہے، جس کی دیکھ ریکھ کی ذمہ داری کسی پر نہ ہو۔

طلاق کے حوالہ سے یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ غصہ اور نشہ کی طلاق کو نافذ نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ ان دونوں حالت میں آدمی اپنے آپ میں نہیں رہتا، یہ اعتراض بھی لایعنی اور فضول ہے، کبھی آپ نے سنا کہ کسی نے اپنی بیگم کو محبت میں طلاق دیا ہو، طلاق تو غصہ ہی میں دی جاتی ہے، غصہ کی طلاق کو نافذ نہ ماننے کا مطلب ہوگا کہ طلاق تماشہ بن کر رہ جائے اور اس کے اثرات واقع نہ ہوں، اسی طرح نشہ کی طلاق کا معاملہ ہے

نشہ میں جو شخص طلاق دے رہا ہے، وہ اس قدر ہوش وحواس میں ضرور ہے کہ وہ جانتا ہے طلاق بیوی کو دی جاتی ہے، ماں بہن کو نہیں، اگر نشہ میں اس کی عقل نے جواب دے دیا تو اس نے ماں بہن کے لیے طلاق کے الفاظ کیوں نہیں استعمال کئے، بیوی کو طلاق دینے کا سیدھا اور صاف مطلب ہے کہ نشہ کے باوجود اس کے اندر تمیز کی صلاحیت ہے اور تمیز کی صلاحیت کی وجہ سے ہی نشہ کے حالت کی طلاق نافذ ہو جاتی ہے۔

طلاق کبھی جبر واکراہ کے ساتھ بھی دی جاتی ہے، اگر جبر واکراہ میں تحریر کے ساتھ زبان کا استعمال بھی کرلیا تو طلاق نافذ ہو جائے گی۔ حالانکہ جبر واکراہ کی صورت میں کلمۂ کفر قابل اعتبار نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا محل قلب ہے اور طلاق کا محل زبان، جب چیز اپنے محل سے نکل جائے گی تو اس کا اثر پڑے گا، جبر واکراہ اگر کلمۂ کفر کے کہنے پر ہوا اور قلب مطمئن ہو تو صرف کلمۂ کفر کے کہنے سے ایمان نہیں جائے گا، اس کے برعکس طلاق کا محل زبان ہے اور جبر واکراہ میں طلاق اس نے زبان سے کہہ دیا تو اب یہ طلاق محل سے ادا ہو جانے کی وجہ سے نافذ ہو گی۔

اس کا ایک دوسری طرح جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ حالت جبر طلاق میں ہے ہی نہیں اس لیے کہ اگر کسی نے گردن پر بندوق رکھ کر طلاق دینے کو کہا تو اس نے اسے اختیار دیا کہ تم اپنی جان دے دو یا بیوی سے دست بردار ہو جاؤ۔ اس نے اس اختیار سے فائدہ اٹھا کر اپنی جان بچالی اور بیوی کو چھوڑ دیا یہ دو چیزوں کے درمیان اختیار اور پسند کا معاملہ ہے وہ یہ بھی کرسکتا تھا کہ جان دیدے اور بیوی کو باقی رکھے، تا کہ اس کے ترکہ سے اس کو قاعدے سے حصہ مل جائے، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

سوالات عورت کی آزادی اور مساوات کے حوالہ سے بھی اٹھائے جاتے ہیں، عورتوں کو آزادی دے کر مغرب نے اس سے لطف اندوزی کا سامان کرلیا، اسے قحبہ خانوں اور کوٹھوں کی زینت بنادیا، ماچس کی ایک ڈبیہ بھی بغیر اس کی تصویر کے نہیں بک رہی ہے، اس آزادی نے عورت کو مظلوم بنا کر رکھ دیا، اسلام نے اسکا سارا کھانا خرچہ مرد پر ڈالا تھا، مرد نے اپنی جان بچانے کے لیے اس سے کموانا شروع کر دیا، اب وہ دفتری اوقات میں ڈیوٹی بھی کرتی ہے، بچے بھی پیدا کرتی ہے، گھر آنے کے بعد باورچی خانہ بھی اسی کا منتظر رہتا ہے، بال بچوں کی پرورش و پرداخت اور شوہر کی خدمت گذاری بھی اسے کرنی پڑتی ہے، یہ آزادی کے نام پر عورتوں پر ظلم ہے، جسے کوئی بھی ذی ہوش آدمی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

یہی حال مساوات کا ہے، مساوات کا مطلب صرف یہ ہے کہ صلاحیت وقوت کے مطابق اس کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں، اب مساوات کا مطلب یہ لیا جائے کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی چار شادی کی اجازت ہو، تو مساوات کا یہ بھی مطلب ہوگا کہ ایک بچہ ایک سال عورت پیدا کرے اور دوسرا بچہ دوسرے سال مرد پیدا کرے، چیرمین کی کرسی پر ایک دن چیرمین صاحب بیٹھیں اور دوسرے دن چپراسی اس کرسی پر براجمان ہو جائے؛ کیونکہ مساوات کا تقاضہ یہی ہے، ظاہر ہے اس قسم کے مساوات کا کوئی قائل نہیں ہے، لیکن ہمارا دانشور طبقہ بار بار اس بات کو اٹھاتا رہتا ہے، بلکہ ماضی قریب میں تو ایک جج صاحب نے عورتوں کو چار شادی کی اجازت دینے کی تجویز رکھی تھی، اس پر ایک صاحب نے ان سے گذارش کی تھی کہ یہ نیک کام آپ اپنے گھر سے ہی شروع کریں۔

ایک اعتراض ترکہ میں لڑکے لڑکی کے حصوں میں فرق کے حوالہ سے بھی کیا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد مورث کے مال سے لڑکی کو ایک حصہ اور لڑکے کو دو حصہ ملے گا، واضح سی بات ہے کہ ہر قسم کی ذمہ داری مرد پر ہے، عورت پر خرچ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اس لیے انصاف کے طور پر اس فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ بھی بار بار اعتراض کا موضوع بنتا ہے، حالاں کہ اٹھائیس سے زائد شکلیں یتیم پوتے کی بنتی ہیں، جن میں ایک ہی شکل میں دوسرے چچا کی موجودگی میں وہ محروم ہوتا ہے، بقیہ ساری شکلوں میں وہ حصہ پاتا ہے اور دادا کی وصیت ہو تو ایک تہائی مال تک اسے مل جاتا ہے، جو دوسرے وارثوں کے حصے سے عام حالات میں کہیں زائد ہو جاتا ہے۔

اعتراضات اور بھی ہیں، سب زاویہ نظر کی کجی کا نتیجہ ہے، جو لوگ اسلامی قانون کو نہیں ماننا چاہتے وہ اسلامی قانون میں ترمیم کے بجائے دوسرا متبادل تلاش لیں انہیں کوئی یہ نہیں کہتا کہ لازما مسلم پرسنل لا ہی سے چمٹے رہو، مسلم پرسنل لا اسلامی قوانین کا حصہ ہے اور یہ خدائی قانون ہے، اس لیے اس میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ نہیں ہو سکتی، خواہ عورت کی آزادی کے تعلق سے ہو یا مساوات کے تعلق سے، اسے سماجی اصلاح کا نعرہ دیا جائے یا یکساں سول کوڈ کا، معاملہ نکاح وطلاق کا ہو یا دیگر عائلی اور خاندانی مسائل کا، اسلام کا قانون ناقابل تبدیل ہے، جو لوگ تبدیلی چاہتے ہیں اور انہیں کفر کا راستہ ہی پسند ہے تو ان کو نہ کوئی دلیل کام آسکتی ہے اور نہ کوئی منطق۔

اسلامی پردہ؛ انسدادِ فواحش کا واحد راستہ

از: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

"عورت" سماج کا اٹوٹ حصہ اور اہم ترین عنصر ہے، اسی کے وجود سے کائنات ہستی میں رنگ ونکہت ہے، اسی کے دم قدم سے زندگی کا سوز وساز ہے، عورت کے بغیر دنیا کی رنگینی کوئی معنی نہیں رکھتی اور عورت سے ہٹ کر پرلطف زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا؛ یہی وجہ ہے کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک خاتون کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا اور اپنی محبوب چیزوں میں خوشبو کے ساتھ ساتھ عورت کا بھی ذکر فرمایا۔ (مسند احمد)

انسانی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ جاہلیت قدیمہ میں عورت کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا تھا؟ کتنے مظالم ڈھائے جاتے تھے؟ کن حالات سے گزارا جاتا تھا؟ اگر مختصر الفاظ میں کہا جائے تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عورت کی زندگی ذلت و پستی، مملوکیت وغلامی اور ظلم و استحصال سے عبارت تھی؛ مگر جب اسلام آیا تو اس نے عورت کو سر بلندی عطا کی، اس کی قدر ومنزلت کو آشکار کیا، اسے بلند مقام دیا اور قابل احترام شخصیت قرار دیا، پھر اس کے حقوق متعین کیے، اس کے فرائض و واجبات طے کیے اور اسے مردوں کی طرح بہت سے معاملات میں مساوی حقوق سے سرفراز فرمایا۔

تحفظ نسواں کے حوالے سے اسلام نے عورتوں کے لیے جو حدود مقرر کیے اور جن احکام پر عمل آوری کی تاکید کی ان میں سرفہرست پردہ اور حجاب ہے؛ اس لیے کہ حجاب کے بغیر عورت کی حفاظت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا، بنابریں وابستگان اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے سنجیدہ افراد نے بھی فواحش ومنکرات کے انسداد کا اگر کوئی حل بتلایا ہے تو وہ صرف اسلام کا نظام پردہ وحجاب ہے۔

ستر اور حجاب کے درمیان فرق

عورت کے پردے کے بارے میں اکثر لوگ اس غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں کہ وہ ستر اور حجاب کے درمیان یا تو فرق ہی نہیں کرتے یا فرق کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے؛ جب کہ شریعت اِسلامیہ میں ان دونوں کے الگ الگ احکام بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی علیہ الصلوٰۃ والسلام معارف القرآن میں لکھتے ہیں: سترِ عورت اور حجابِ نساء یہ دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ ستر عورت ہمیشہ سے فرض ہے، حجاب نساء سن ۵ / ہجری میں فرض ہوا۔ ستر عورت مرد وعورت دونوں پر فرض ہے اور حجاب صرف عورتوں پر۔ ستر

عورت لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں میں فرض ہے، حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں ضروری ہے۔(معارف القرآن، ج7،ص212)

عورت کا ستر یہ ہے کہ وہ اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے سوا اپنا پورا جسم چھپائے گی، جس کا کوئی حصہ بھی وہ اپنے شوہر نیز گھر میں محرم مردوں (باپ، بھائی، بیٹے) کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں کھول سکتی؛ البتہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے پورے جسم کو شہوت اور بغیر شہوت دونوں طرح دیکھ سکتے ہیں اور چھو بھی سکتے ہیں۔شوہر کے علاوہ دیگر محارم کے سامنے مثلاً باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ کے سامنے چہرہ، سر، بال، گردن، بازو اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ بہ وقت ضرورت کھولا جاسکتا ہے، مثلاً فرش دھوتے وقت پائنچے اوپر چڑھالینا یا آٹا گوندھتے وقت آستین اوپر کرلینا وغیرہ۔اور محرم رشتہ دار بھی عورت کے مذکورہ بالا حصوں کو بغیر شہوت کے دیکھ اور چھو سکتے ہیں اور اگر فتنہ کا خطرہ ہو تو محرم کے سامنے بھی ان اعضا کو کھولنا جائز نہیں۔اگر کوئی محرم ایسا بے حیا ہو کہ اس کو عزت اور ناموس کی پروا نہ ہو، وہ نامحرم کے حکم میں ہے اور اس سے پردہ ہی کرنا چاہیے۔

یہ تفصیلات تو عورت کے ستر سے متعلق تھیں، حجاب کا حکم سترِ عورت پر مستزاد ہے، وہ یہ کہ جب عورت گھر سے باہر کسی ضرورت کے لیے نکلے یا گھر کے اندر غیر محرم مردوں سے سامنا ہو تو اس صورت میں عورت جلباب یعنی بڑی چادر اوڑھ لے؛ تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے، ایسے ہی چہرے پر بھی چادر کا ایک پلو ڈال لے۔اب وہ صرف اپنی آنکھ کھلی رکھ سکتی ہے، باقی پورا جسم چھپائے گی۔ یہ چہرے پر نقاب کا حکم ہے، اجنبی مردوں سے عورت کا یہی پردہ ہے جسے ’حجاب‘ کہا جاتا ہے۔اُردو زبان میں اسے ’گھونگھٹ نکالنا‘ بھی کہتے ہیں۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے:”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور اُنہیں کوئی نہ ستائے۔اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“(الاحزاب)

ایک اور موقع پر حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا:”اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔“(الاحزاب) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے گھروں

سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ کی روایت ہے کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ سلمانی سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ (حضرت عبیدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہو چکے تھے؛ مگر حاضر خدمت نہ ہو سکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ آئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اُنھیں فقہ اور قضا میں قاضی شریح کے ہم پلہ مانا جاتا تھا۔) اُنہوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اس طرح اوڑھا کہ پورا سر، پیشانی اور پورا منہ ڈھانک لیا اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایسا برقعہ جو چہرے کے علاوہ سارے جسم کو چھپائے وہ شرعی برقعہ نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ شرعی اعتبار سے چہرہ بھی پردے کے تحت داخل ہے اور آج کل بہت سی ماڈرن خواتین چہرے کو پردے سے خارج سمجھ کر کھلے عام یوں ہی گھوم پھر رہی ہیں اور زبان حال سے مردوں کو دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔

حجاب سے بے حجابی تک

جاہلیت قدیمہ کی طرح جاہلیت جدیدہ میں ایک بار پھر عورت کی عزت و ناموس پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، ان کی عصمتوں سے کھلواڑ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، انھیں برہنہ و نیم برہنہ کر کے سر بازار رسوا کیا جا رہا ہے اور ایک منصوبہ بند سازش کے تحت انھیں شمع خانہ کے بجائے چراغ محفل بنایا جا رہا ہے، کل تک علماء و مصلحین خورد و نوش، لباس و پوشاک اور رہن سہن کے مغربی ہونے کا شکوہ ہی کرتے رہے کہ اب برقع اور حجاب بھی تجدد کی راہ پر چل پڑے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ یہ سلسلہ کہاں جا کر ختم ہوگا؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک غیرت مند مسلم خاتون ماضی قریب تک حجاب کے سلسلے میں کسی بھی طرح کی مصالحت کے لیے تیار نہیں ہوتی تھی، اولاً تو وہ بے ضرورت گھر سے باہر ہی نہیں نکلتی تھی اور ثانیاً کسی ضرورت سے نکلنا پڑ جاتا تو اس طرح پردے اور حجاب کا اہتمام کرتی تھی کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا؛ مگر افسوس صد افسوس کہ اب یہی مسلم خواتین جدت پسندی اور ماڈرنائیزیشن کا شکار ہو گئیں، کل تک جو برقعے لباس و جسم کے جمال کو چھپایا کرتے تھے آج وہی سرِعام دعوت نظارہ دے رہے ہیں، افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ نہ صرف خواتین کو؛ بل کہ سرپرستوں اور ذمہ داروں کو بھی اس کا احساس تک نہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولانا ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی لکھتے ہیں: بعض مسلم خواتین کے اندر بے حجابی کا نظریاتی اور عملی رجحان کہیں نہ کہیں یہ ضرور ظاہر کرتا ہے کہ مذہب پر ہماری گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔قرآن کو اللہ کی کتاب سمجھنا اور پھر اس کے کچھ احکام کو ماننا اور کچھ کو نہ ماننا، کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ہم اللہ کی مکمل اطاعت کرنے کی بجائے بعض معاملات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں۔اسلام ایک عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھک کر رکھے، باہر نکلتے وقت چادر اس طرح اوڑھ کر نکلے کہ جسم کے نشیب وفراز نمایاں نہ ہوں۔آواز پیدا کرنے والے زیور پہن کر نہ نکلے، ایسی خوشبو استعمال نہ کرے، جس سے لوگوں کی توجہ بطور خاص اس کی طرف ہو جائے۔کسی نامحرم سے تنہائی میں نہ ملے، اس کی باتوں میں لچک اور لوچ نہ ہو کہ کوئی بدطینت اپنے دل میں گندے خیالات پیدا کرلے۔زینت کی چیزیں دانستہ ظاہر نہ کرے۔بغیر محرم کے تنہا سفر نہ کرے، میل جول کی خواتین سے بے تکلفی برتے، ان خواتین سے نہیں جو اس کے لیے اجنبی ہوں۔وغیرہ

آج تعلیم کے راستے سے بے حجابی کی جو وبا پھیل رہی ہے اس پر ملت کے ہمدردوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔اپنی تہذیب اور اس کی شناخت کو بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم بچیوں کی تعلیم کا علاحدہ انتظام کریں، ذمہ دار استانیوں سے ان کی تربیت کرائیں، امور خانہ داری میں انھیں طاق بنائیں اور انھیں ان کے فرائض کی یاد دہانی کرائیں۔(ملخص از عورت پر اسلام کی مہربانیاں)

برقعہ کے شرائط واوصاف

اخیر میں یہ عرض کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسلام میں کون سا برقعہ پہننا جائز ہے اور کون سا ناجائز؟ قرآن وحدیث کی تصریحات اور مفسرین ومحدثین کی توضیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، کن شرائط کی رعایت ضروری ہے؟ حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی علیہ الصلوٰۃ والسلام امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ: مزین برقعہ پہن کر نکلنا ناجائز ہے؛ کیوں کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہارِ زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزّین رنگوں کے برقعے پہن کر باہر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مختصر یہ کہ: فقہاء کرام کے مطابق برقعہ درج ذیل شرائط پر پورا اترنا چاہیے، تبھی اس سے پردے کا

مقصد حاصل ہوگا ورنہ نہیں:

۱- برقعہ سادہ ہو، اس میں نقش ونگار اور زیب وزینت نہ ہو، اور نہ ہی ایسا رنگ ہو جو جاذبِ نظر ہونے کی وجہ سے مردوں کی توجہ کا سبب بنے۔

۲- برقعہ چست نہ ہو کہ اس سے جسم کی ہیئت اور نشیب وفراز ظاہر ہو؛ بلکہ ڈھیلا ڈھالا ہو، جس سے جسم نمایاں نہ ہوتا ہو۔

۳- برقعہ باریک نہ ہو؛ جس سے جسم یا جسم کا لباس ظاہر ہوتا ہو؛ بلکہ وہ اس قدر موٹا ہو جس سے جسم اور اس کا لباس نظر نہ آئے۔

۴- برقعہ اس قدر بڑا ہو جس میں جسم اچھی طرح چھپ جائے۔

۵- برقعہ مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح کافروں یا دین بیزار عورتوں کے فیشنی برقعہ کے مشابہ بھی نہ ہو؛ کیوں کہ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۶- برقعہ پر مہکنے والی خوشبو بھی نہ لگائی جائے، جو مردوں کے لیے فتنے کا سبب بنے۔(ملخص از: عورت کا پردہ اور برقعہ کیسا ہونا چاہیے؟ ماہ نامہ بینات کراچی)

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان عورتوں کے ایمان اور حیا کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ایسا برقعہ پہننے کا اہتمام کریں جس میں مذکورہ بالا شرائط پائی جاتی ہوں، جیسا کہ بعض علاقوں میں ٹوپی والے برقعے رائج ہیں، جن میں یہ شرائط پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے برقعے پہننا جو نقش ونگار والے ہوں، جاذبِ نظر ہوں، چست یا باریک ہوں، جس سے جسم نمایاں ہوتا ہو تو واضح رہے کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح مرد حضرات کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی خواتین کو ایسے ناجائز برقعوں سے منع کر کے جائز برقعے پہننے کا پابند بنائیں۔ حق تعالی تمام کو توفیق عمل نصیب فرمائے۔ آمین

اپنی تجارت کو فروغ دیں!

ماہنامہ ندائے قاسم پٹنہ میں اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں!

رابطہ کریں

7004531317-9431011919

جنگ آزادی میں علماء کرام کی خدمات

از: مولانا تبریز عالم قاسمیؔ استاذ دارالعلوم، حیدرآباد

اٹھارہویں صدی کے وسط میں سلطنت مغلیہ کا آفتاب مائل بہ غروب تھا اور انگریزی اقتدار کی گھٹائیں دن بدن گاڑھی ہو رہی تھیں، انگریز جب ہندوستان پہنچے تھے تو تاجروں کی حیثیت سے پہنچے تھے اور عام لوگوں نے انھیں ایک معمولی تاجر کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا؛ لیکن ان کی نیت صاف نہیں تھی، انھوں نے اپنوں کی کمزوری اور آپسی نااتفاقی سے فائدہ اٹھا کر اپنی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں کے ذریعہ یہاں کے سیاہ وسفید کے مالک ہو گئے اور ہندوستانی قوم کو غلامی کی غیر مرئی زنجیروں میں قید کرنے میں کامیاب ہو گئے، یہاں کی دولت وثروت کو بے دریغ لوٹنے لگے، یہاں کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگے اور یہاں کی تہذیب سے کھلواڑ کرنے لگے اور اس کا سلسلہ مزید بڑھتا ہی گیا، پانی جب سر سے اوپر ہو گیا، تو ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادیٔ وطن کا جذبہ پیدا ہوا اور سب سے پہلے مسلمانوں نے اس خطرے کی سنگینی کو محسوس کیا، سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو شہید علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر مسلم فرماں روا اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ جنگ میں کود پڑے اور یوں تحریک آزادی کی ابتداء ہوئی پھر یہ تحریک رکی نہیں بلکہ اس نے زور پکڑنا شروع کیا اور اب علماء ہند کفن باندھ کر انگریزوں کو للکارنے لگے اور یہ ایسی جماعت تھی جس کی جفاکشی عزائم وہمم، صبر آزمائی، دور اندیشی اور ایثار وقربانی نے اس دور کی تاریخ کو انقلاب آفریں بنا دیا اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی، مولانا اسمٰعیل شہید، مولانا عبد الحیٔ اور آگے چل کر علماء دیوبند، مولانا قاسم نانوتوی، شیخ الہند، مولانا گنگوہی، حافظ ضامن شہید، مولانا حسین احمد مدنی اور مفتی کفایت اللہ اور مولانا آزاد وغیرہ جیسے پیکر استقلال اور کوہ گراں پیدا ہوئے، جنھوں نے اپنی تقریروں، تحریروں؛ بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے آزادیٔ وطن کی بنیاد رکھی۔

انھیں علماء کرام کی جلائی ہوئی مشعل کی روشنی میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں لڑی گئی جس میں ہندوستان کے ہر فرقے کے لوگ شامل تھے؛ لیکن یہ جنگ ناکام ہوئی اور ناکامی کی قیمت سب سے زیادہ مسلمانوں کو چکانی پڑی، تقریباً دو لاکھ مسلمان شہید ہو گئے جن میں تقریباً باون ہزار علماء تھے ان کی جائدادیں لوٹ لی گئیں، اس قدر جانی ومالی نقصان کے باوجود تحریک آزادی کا سلسلہ مختلف

شکلوں میں جاری رہا اور بالآخر ہمارا ملک تمام فرقوں، بالخصوص مسلمانوں اور خاص طور سے علماء کی جہد مسلسل اور پیہم کوشش اور جانی ومالی قربانی کے بعد ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوگیا، اور ۲۶/ جنوری ۱۹۵۰ء سے جمہوری ملک قرار دیا گیا اور دستور کو سیکولر دستور کا نام دیا گیا۔

مجاہدین آزادی کے سامنے تحریک آزادی کا مقصد صرف سیاسی آزادی نہیں تھا؛ بلکہ ایسے نظام حکومت کا خواب تھا، جس میں اس ملک کے تمام شہریوں کو مذہبی، سماجی اور اقتصادی آزادی حاصل ہو؛ تاکہ بغیر کسی مذہبی علاقائی اور لسانی تفریق کے سماجی نابرابری، جہالت، غربت، ظلم وتشدد اور فرقہ وارانہ تعصبات سے بری سماج وجود میں آسکے اور ہر شہری آبرومندانہ زندگی گذار سکے، غور کیجیے ملک آزاد ہوئے تقریبا ۶۶/ سال ہوگئے؛ لیکن کیا انگریزوں کے چلے جانے کے بعد ہمارے معاشرے کو انگریزی تہذیب وتمدن سے آزادی مل سکی، ۱۹۴۷ء میں ملک کے لوگوں کے درمیان مل جل کر رہنے کا جو سمجھوتہ ہوا تھا کیا وہ کامیاب ہوتا ہوا نظر آرہا ہے، کیا سماجی نابرابری کی خلیج پاٹ دی گئی، کیا ہر مذہب والے کو مذہبی آزادی مل سکی؟ بدعنوانی، کرپشن، سرکاری خزانے کی لوٹ، اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ، دہشت گردی وفرقہ پرستی جیسی غیر قانونی باتوں سے ملک آزاد ہوسکا؟ ذرا آگے بڑھیے، آزادی کے بعد ایک مخصوص فرقے کے ارد گرد گھیرا تنگ کیا جانے لگا، گزشتہ ۵۰/ ۶۰/ سالوں میں ملک کی سب سے بڑی اقلیت کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا گیا اس کے نتیجے میں جمہوریت پر اعتماد برقرار نہ رہا اس دوران ملک کا اخلاقی زوال اس سطح تک پہنچ گیا کہ ملک کے ہر محکمہ اور ملک کے ہر ادارے میں بے ایمانی، رشوت خوری اور ناجائز طریقے سے دولت سمیٹنے کا طوفان سا آگیا، اب ہر روز ایک نئی بدعنوانی کا پردہ فاش ہورہا ہے، سیاست ایک نفع بخش پیشہ بن گئی، ملک کی فوج کے کچھ افراد شک کے دائرے میں آگئے، محب وطن کو غدار وطن کہا جانے لگا، مسلمانوں کے ساتھ ہر سطح پر اور تمام شعبہ ہائے حیات میں ناانصافی کی گئی، تعلیمی اور اقتصادی طور سے انھیں قعر مذلت میں ڈھکیل دیا گیا، ۱۹۶۱ء سے فسادات کا سلسلہ چل پڑا، جانی ومالی دونوں اعتبار سے انھیں نقصان پہنچایا گیا، فاشسٹ تنظیموں اور سیکوریٹی فورسز کو کھلی چھوٹ مل گئی کہ وہ مسلمانوں کے خون میں آزادی سے ہاتھ رنگا کریں، دہشت گردی کے نام پر بے قصور مسلمانوں کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، ان کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا، فرضی انکاؤنٹر کا کھیل کھیلا گیا، غرضیکہ ہر میدان میں ایک مخصوص فرقے کو پیچھے رکھنے کی سازشیں کی گئیں، کیا مجاہدین آزادی نے ایسی ہی جمہوریت کا

خواب اپنی آنکھوں میں سجایا تھا؟

دوسری طرف جاں باز اور ایثار شیوہ علماء اور مجاہدین آزادی کی خدمات اور ان کی سرفروشی کے آثار ونشانات تاریخ کے اوراق سے مٹانے کی انتھک کوشش جاری ہیں اور یہ باور کرایا جارہا ہے کہ ملک کی آزادی میں مسلمانوں کا کوئی خاص رول نہیں ہے اور جشن آزادی اور جشن جمہوریہ کے موقع پر صرف گاندھی ،نہرو،سبھاش چندر بوس، بھگت سنگھ وغیرہ کا نام پوری طاقت سے لیا جاتا ہے، اور ہماری نئی نسل ان کے دام فریب میں پھنس بھی رہی ہے، آج ہماری نسل اپنے بزرگوں اور آباء و اجداد کی قربانیوں کی تاریخ سے ناواقف ہے، انھیں علماء دیوبند کی جفاکشی ،علماء صادق پور کی سرفروشی کا علم نہیں، انھیں سراج الدولہ، شیر میسور ٹیپو سلطان کی وطن پرستی سے واقفیت نہیں، آج نئی نسل چاہے وہ مسلمان ہوں یا برادران وطن سب یہ سمجھتے ہیں کہ ۲۶ / جنوری اور ۱۵ / اگست ہماری قومی تاریخ میں مسرت کے دنوں میں سے ایک دن ہے، اس میں شک نہیں کہ واقعی یہ دن فرحت و شادمانی کے دن ہیں؟ لیکن ہم نئی نسل پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے اکابر و اسلاف کی قربانیوں کی تاریخ پڑھیں، ان کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں، ان کی صفات وخصوصیات اپنے اندر جذب کرکے اس کے نقش قدم پر چلنے کا حوصلہ پیدا کریں اور برادران وطن کو علماء اور مسلمان مجاہدین کی وطن پرستی، اور وطن کے لیے جذبہ صادق اور تڑپ سے روشناس کرائیں، انھیں بتائیں کہ اگر آزادی وطن کی تاریخ سے علماء کرام کی خدمات کو نکال دیا جائے تو تاریخ آزادی کی روح ختم ہو جائے گی، علماء کرام کے کردار کیسے تھے، محمد میاں صاحب کی زبانی سنیے لکھتے ہیں:

”البتہ اسی اغراض پرستی اور طوائف الملوکی کے دور میں تحقیق و تفتیش کی ندرت آفرینی اور تلاش وجستجو کی عجائب نوازی، ہمیں ایک جماعت سے روشناس کراتی ہے، جس کے جذبات مقدس، مقاصد بلند اور جس کی جد و جہد ہر قسم کے شبہ سے پاک ہے، بادشاہوں، شاہزادوں، نوابوں اور راجاؤں کے متعلق بجا طور پر جاگیر شاہی کی زریں تمناؤں کا شبہ کیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس جماعت کا دامن ایسے تمام داغوں سے پاک ہے یہ جماعت نہ اقتدار کی، نہ حکومت وسلطنت کی آرزومند، نہ اعزاز و اکرام اور اعلی خطابات کی ہوس اس کے دامنوں سے الجھی ہوئی، اس کے سامنے صرف وطن ہے، باشندگان وطن ہیں، وطن عزیز کی حفاظت، اہل وطن کی ہمدردی اور اپنے ملک کی تعمیر و ترقی ہے یہی ان کا نصب العین ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اس دین و مذہب کی حفاظت بھی ضروری سمجھتے ہیں، جس سے ان کے پاک نفوس میں یہ پاکیزہ جذبات

پیدا کیے" یہ علماء ہند کی جماعت ہے" وہ جماعت کہ اگر اس کے فکر سلیم اور جذبہ صادق کا اعتراف نہ کیا جائے، اور اگر تاریخی واقعات کی ترتیب اور ان کے سلسلہ میں سے اس جماعت کی سنہری زنجیر کو نکال دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ با اخلاص اور ایثار شیوہ جماعت کے حق میں، ناانصافی ہوگی؛ بلکہ حق یہ ہے کہ وطن عزیز کے حق میں خیانت اور ایثار و قربانی کو پوری تاریخ پر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا اس جماعت نے اٹھارہویں صدی کے وسط سے رفتار زمانہ کو بھانپ کر جو نظریہ مرتب کیا وطن عزیز کی ترقی اور کامیابی کے لیے جو تدبیریں سوچیں اور جس طرح ان پر عمل کیا وہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے" (علماء ہند کا شاندار ماضی: ۵۷)

مسلمان اور علماء آزادی وطن کی لڑائی میں دوسروں کے ساتھ برابر کے شریک رہے ہیں اس کا انکار ناممکن ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم تحریر و تقریر کے ذریعہ تقاریب و پروگراموں کے توسط سے لوگوں کو روشناس کرائیں اس کے لیے ایک مضبوط مسلم سیاسی قیادت کی بھی ضرورت معلوم ہوتی ہے، جس کے لیے سارے آپسی اختلافات مٹانے ہوں گے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں مشہور کالم نگار برائے راشٹریہ سہارا محفوظ الرحمان مرحوم کی تحریر کا اقتباس نقل کر کے مضمون ختم کیا جائے۔

"اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ حالات میں ایک مضبوط قیادت ہی مسلمانوں کے درد کا درماں بن سکتی ہے، ایک ایثار پیشہ، بے لوث قیادت ہی ان میں بیساکھیوں کی بجائے اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہونے کے ذوق جنوں کی آبیاری کرسکتی ہے، نامساعد حالات کے سامنے سپر انداز ہوتے چلے جانے کے بجائے ان میں ان سے پنجہ آزمائی کی خفیہ اہلیت کو بیدار کرنے کی کوشش کرسکتی ہے اور جو کچھ کھو گیا ہے اس کی بازیافت کا ولولہ بھی پیدا کرسکتی ہے؛ لیکن یہ خواب کل بھی تعبیر سے تہی تھا، آج بھی اس کی خوش کن تعبیر حقیقت کا روپ دھارنے سے گریزاں نظر آرہی ہے؛ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسلمانوں میں ایک مضبوط اور ایثار پیشہ قیادت ابھر ہی نہیں سکتی، یہ ناممکن نہیں ہے، وہ وقت ضرور آئے گا، جب ہم اور آپ اس خواب کو حقیقت بنتا دیکھیں گے، آواز وہی باوزن کہلاتی ہے جو اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کے ایوانوں میں گونجتی ہے جو اخباروں کے صفحات میں پڑھی اور الیکٹرانک میڈیا کی نشریات میں سنی جاتی ہے، مسلمانوں کو اپنی سیاسی تنظیم کے ذریعہ اپنی آواز میں یہ وزن پیدا کرنا ہوگا، یہی وہ راستہ ہے جو انھیں حقوق کی بازیافت اور عزت و توقیر کی منزل مراد تک پہنچا سکتا ہے"

تحریک ریشمی رومال
کے دو چمکتے ستارے
(محمود حسن دیوبندی اور عبیداللہ سندھی)

ازقلم: امام علی فلاحی۔ جرنلزم اینڈ ماس کمیونیکیشن۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد۔

تحریک ریشمی رومال وہ تحریک تھی جس کے بانیاں محبان وطن علماء تھے، اس تحریک میں جس ایک ہستی کا نام سب سے اوپر آتا ہے وہ تھے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تھے، ان کے علاوہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ، مولانا شاہ رحیم رائے پوری رحمہ اللہ، مولانا محمد صادق رحمہ، مولانا محمد میاں منصور انصاری رحمہ اللہ بھی اس تحریک کے بانیوں میں سے تھے۔

حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کا نام جب لیا جاتا ہے تو یکا یک غیر شعوری طور پر ایک انجانے جوش سے بدن کارواں رواں سرشار ہو جاتا ہے، آپ نے دارالعلوم دیوبند ہی میں تعلیم حاصل کی اور 1290ء میں منعقد ہونے والے پہلے عظیم الشان جلسہ دستار بندی میں وقت کے اکابر و معظم علماء کے ذریعے آپ کو دستار فضیلت عطاء ہوئی اور 1292ء میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کا باقاعدہ طور پر مدرس بنا دیا گیا، پھر سینکڑوں تشنگانِ علوم نبوت نے آپ سے استفادہ کیا اور پورے برصغیر میں آپ کی شہرت و قابلیت کا ڈنکا بجنے لگا۔

لیکن ایک بات یاد رہے علم و عمل کی مسند سجانے اور اشاعت علوم نبوت کے میدان میں اپنا لوہا منوانے کے ساتھ ساتھ احوال زمانہ سے کبھی غافل نہ رہے بلکہ انہوں نے دیوبند کی چٹائیوں پر بیٹھ کر پورے عالم کے حالات پر نظر رکھی، کو شبہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ زاہد فی الدنیا بزرگ جسکی ظاہری زندگی مسجد و مدرسے تک ہی محدود ہے وہ کسی بین الاقوامی تحریک کی بھی قیادت کرسکتا ہے اور حکومت کی بنیادیں ہلا سکتا ہے یہ بات شاید کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ گزری تھی مگر آگے جا کر وقت نے بتا دیا کہ یہی وہ مجاہد شخص تھا جو دسیوں سال دیوبند میں بیٹھ کر خلافت عثمانیہ کے خلاف انگریزی ریشہ دوانیوں، بلقان و طرابلس کی خوں چکا داستانوں اور عالم عرب پر انگریزی چیرہ دستیوں پر کرب کی حالت میں راتوں کو کروٹیں بدلتا رہا اور جس نے بلا آخر" کود پڑا آتش نمرود میں عشق " کا مظاہرہ کرتے ہوئے عالم اسلام کو انگریز سے نجات دلانے کے لئے ایک تحریک کا منصوبہ بنایا جسے بعد میں تحریک شیخ الہند یا تحریک ریشمی رومال سے موسوم کیا گیا۔

یہ تحریک کیا تھی؟ اسکا نام تحریک ریشمی رومال کیوں پڑا؟ اسکا مقصد کیا تھا؟

تحریک ریشمی رومال (Silk Letter Movement) جنگ آزادی کی وہ تحریک تھی جس میں دیوبند کے علماء ایک ایسی تحریک کو حتمی شکل دینا چاہ رہے تھے جس میں ترکی، جرمنی اور افغانستان کی مدد سے ہندوستان پر قابض برطانوی فوج پر حملہ کر کے انہیں زیر کرنا اور ملک سے مار بھگانا تھا۔ مگر بدقسمتی کہیں یا چند ایک ہندوستانیوں کی قوم سے غداری پایہ تکمیل تک پہنچنے سے قبل ہی برٹش حکمرانوں کو اس کی بھنک لگ گئی اور اس میں پیش پیش تمام علماء بشمول مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا محمود حسن کو گرفتار کرلیا گیا۔

اکتوبر 1915ء میں جب پہلی جنگ عظیم میں برطانوی حکومت پھنسی ہوئی تھی، مولانا محمود حسن جو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے ان کے شاگرد مولانا عبید اللہ سندھی نے افغانستان کا رخ کیا، ان کا مقصد ہندوستان کے قبائلی علاقوں میں مسلمانوں کو برٹش حکومت کی ہند مخالف کارناموں سے آگاہ کر کے انہیں انگریز حکومت کے خلاف بغاوت کیلئے تیار کرنا تھا۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی اگر بات کی جائے تو انکی مبارک ہستی رحمتِ خداوندی بن کر لاکھوں رحمتیں سموئے ہوئے اس دنیا ظلمت میں تشریف لائی تھی، آپ نے جب آنکھ کھولی تو خود کو غلامی کے ہزاروں زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا، عقیدے میں غلامی، سیاست میں غلامی، معاشرت میں غلامی، تعلیم و تعلم میں غلامی، تہذیب و ثقافت میں غلامی غرض جہاں دیکھا وہاں ان انقلابی نظروں کو غلامی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔

سکھ گھرانے میں جنم ہوا جب دیکھا کہ فطرت ایسی نہیں ہو سکتی۔ انسان چند رسومات کا غلام اور عقل سلیم رکھتے ہوئے وساوس کے گھیراؤ میں بندھا ہوا نہیں ہو سکتا۔ نئے راستوں کی تلاش کے ماہر اور ان پر چلنے کا حوصلہ اور طاقت رکھتے تھے اور سلمان فارسی کی اقتداء میں سچ کی تلاش شروع کی۔ قدرت نے انہیں "تحفت الہند" جیسے تحفے سے نوازا جس کی بدولت روح اسلام کی حقانیت دل میں منور ہوئی، اور محض چودہ برس کی عمر میں عقیدے کی غلامی سے نجات پائی اور بوٹا سنگھ سے عبید اللہ بن گئے۔

ماں کا پیار، بہنوں کی شفقت اور گھربار کے سکھ چین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔ کچھ مدت کے لئے ادھر ادھر رہنے کے بعد تحصیل علم کی غرض سے سندھ روانہ ہوئے اور حضرت صدیق رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد دیوبند چلے گئے اور اللہ نے حضرت شیخ الہند جیسے استاد کی صحبت سے نوازا، وہاں سے فراغت کے بعد واپس سندھ تشریف لے گئے اور ایک مدرسے کا قیام عمل میں لایا۔ چند سال

سندھ میں رہنے کے بعد شیخ الہند رحمہ اللہ کے حکم پر ایک بار پھر دیوبند حاضر ہوئے اور وہاں نوجوانوں میں "اسرار دین" اور "انقلابی" تعلیم کا شوق و جذبہ پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

شیخ الہندؒ نے آپ ہی کو (عبید اللہ سندھی) افغانستان کے امیر کے پاس بھیجا جنہیں اس بات پر راضی کرنا چاہتے تھے کہ وہ برطانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کریں۔

جبکہ مولانا محمود حسن خود ترک کے خلیفہ غالب پاشا کی حمایت حاصل کرنے کیلئے اس وقت سعودی عرب کے دار الحکومت حجاز چلے گئے جہاں سے ترکی جانا تھا۔

خلیفہ غالب پاشا سے انہوں نے نہ صرف ملاقات کی بلکہ برٹش حکومت مخالف جنگ کیلئے ان کا دستخط شدہ اعلامیہ حاصل کرلیا، وہاں سے شیخ الہند بغداد اور بلوچستان ہوتے ہوئے سرحدی علاقہ پر پہنچنا چاہتے تھے۔ ادھر کابل میں عبید اللہ سندھی کے کئی طلباء بھی جا ملے جو ترک خلیفہ کے برطانیہ مخالف جہاد میں شامل ہونا چاہتے تھے۔

بہرحال! ان تمام علماء کی یہ تمام کاوشیں رنگ لا رہی تھیں۔ ترک، جرمن حتی کہ مصر کے عباس حلمی بھی اس مشن کا ساتھ دینے کیلئے تیار تھے، ان تمام کی کوشش یہی تھی کہ امیر افغانستان کو برٹش انڈیا کے خلاف جنگ کیلئے کھڑا کیا جائے۔ یہ افغان حکومت سے اپنے فری پاس کے حقوق حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہ اپنی کوششوں میں کافی حد تک کامیاب ہو رہے تھے مگر اس سے قبل کہ شیخ الہند سرحدی علاقہ پر پہنچتے کہ ان کا ایک خط ایک ہندوستانی غدار نے برطانوی حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ایک برٹش گورنر کو سونپ دیا۔ پھر کیا تھا؟ حضرت مولانا محمود حسن (شیخ الہند) کو مکہ میں گرفتار کرلیا گیا۔)

یہ تحریک بھلے ہی عملی شکل نہ لے سکی مگر شیخ الہندؒ اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب رہے، انہوں نے نوجوانوں کی ایک ایسی ٹیم تیار کرلی جن کے دلوں میں وطن عزیز پر مر مٹنے کا، وطن کی آزادی کیلئے جام شہادت نوش کر لینے کا بیحد مضبوط جذبہ پیدا ہو چکا تھا جو بعد کی برٹش مخالف تحریکوں میں کھل کر سامنے بھی آیا۔

چونکہ یہ پورا پلان ریشم کے کپڑے کے رومال پر تحریر کر کے ایک دوسرے تک پہنچایا جا رہا تھا، اس لئے اسے ریشمی رومال تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پلان کے مطابق برٹش حکومت کے خلاف ایک فوج کھڑی کرنی تھی اور برٹش مخالف بین الاقوامی طاقتوں کی مدد سے انہیں شکست فاش کر کے ایک قومی حکومت تشکیل دینی تھی۔

کالے پانی کی سزا

انگریز کی نگاہ میں جو بہت زیادہ مجرم ہوتا اسے ''کالے پانی کی سزا'' دی جاتی، انگریز مخصوص مسلمانوں کو یہ سزا دینے میں زیادہ دلچسپی رکھتا تھا۔ ''کالے پانی بھیجنے کا مطلب یہ تھا کہ مجرم اپنے وطن، اپنے گھر، اپنے دوست، اپنے احباب، عزیز و اقارب، اپنے خاندان اور اپنے بیوی بچوں کیلئے زندہ رہتے ہوئے بھی مرجاتا تھا اور ایسی گھٹ گھٹ کر زندگی گذارنے پر مجبور ہوتا تھا کہ موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دینے لگتا تھا، ہندوستان کے مشاہیر علماء ومشائخ، رؤسا و امراء جن کی راہوں میں عوام آنکھیں بچھاتے تھے جن کے اعزاز واحترام کا عالم یہ تھا کہ مسلمانوں میں ان کو سر اور نکھوں پر بیٹھایا جاتا تھا، خوشحال گھرانوں کے افراد جن کی خدمت کیلئے ہمیشہ نوکروں کی پلیٹیں رہتی تھی، ایسے معزز رؤساء علماء ومشائخ کو جزیرۂ انڈمان'' کالے پانی کی'' مسموم فضا میں بھیجا جاتا تھا، جہاں ان سے ذلیل سے ذلیل کام لیا جاتا تھا، یہ جزائر درحقیقت بڑے بڑے قید خانے تھے جس میں چہار دیواریاں اور فصلیں تو نہیں تھیں لیکن چاروں طرف حدنگاہ تک سمندر کی لہریں مارتا رہتا تھا، ان جزیروں میں ان معزز ومحترم شخصیتوں سے لکڑیاں کٹوائی جاتی تھیں، سڑکیں بنوائی جاتی تھیں، نالیاں اور گندگیاں صاف کرائی جاتی تھیں، کوڑے کرکٹ کے ٹوکریاں ان کے سروں پر لاد کر پھنکوائی جاتی تھیں، مولانا فضل حق خیر آبادی جو علمی دنیا میں بے تاج کے بادشاہ تسلیم کئے جاتے تھے لیکن جب ایک شخص جزیرہ انڈمان میں ان کی ملاقات کیلئے پہونچا تو دیکھا کہ علامہ غلاظت کی ٹوکری اٹھائے ہوئے پھینکنے کیلئے جارہے ہیں، جزیرے انڈمان میں تمام مسلمان قیدیوں سے اسی طرح کے جبری کام لئے جاتے تھے، انگریزوں نے کتنے مسلمان مجاہدین آزادی کو جزیرہ انڈمان بھیج کر کالے پانی کی سزادی، ان کی فہرست بتانی مشکل ہے، مگر تاریخ کے جستہ جستہ واقعات کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار سے کسی طرح کم نہیں تھی، کیونکہ مولانا جعفر احمد تھانسیریؒ اپنی خودنوشت ڈائری میں بتاتے ہیں کہ جب مولانا یحییٰ علی صادقپوری کی جزیرے میں وفات ہوئی ہے تو ان کی تجہیز وتکفین میں شرکت کی افسران نے اجازت عام دے دی تھی، ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد چار اور پانچ ہزار کے درمیان تھی، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انگریزوں نے ملک بھر سے چار پانچ ہزار مسلمان مجاہدین آزادی کو گرفتار کرکے کالا پانی بھیج دیا تھا۔ (تحریک آزادی اور مسلمان ر ۳۶)

مسلم قوم کی انگریز سے نفرت

۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۷ء تک کی آزادی کی تاریخ آپ پڑھیں! معلوم ہوگا کہ اس پوری تاریخ میں صرف تن تنہا مسلمانوں نے لڑائی لڑی ہے، جس میں ہمارے امراء رؤساء اور شاہان مملکت نے گردنیں کٹوائیں، علماء، صلحاء، اور بزرگان دین نے اپنے خانقاؤں، مسندوں، اور مدرسوں کو چھوڑ کر کفن بردوش ہو گئے۔

اس لئے کہ ہمارے مسلم بھائیوں اور علماء کرام کو نہ صرف یہ کہ انگریز سے عداوت و دشمنی تھی بلکہ ان کے سایہ سے بھی سخت نفرت تھی، انہوں نے ان کی تہذیب پر لعنت بھیجی، ان کے ملبوسات کو پاؤں تلے روندڈالا ، اور مجھے کہنے دیجئے کہ اسی نفرت وعداوت کی وجہ سے یہ ملک آزاد ہوا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ سے تو کوئی انگریز اگر ہاتھ ملا لیتا تو اس وقت تک کوئی چیز نہ چھوتے جب ہاتھ کو دھل کر صاف نہ کر لیتے تھے، انگریز خود کہتا تھا کہ اگر اس محمود الحسنؒ کو جلا دیا جائے اور جلا کر اس کی راکھ کو سونگھا جائے تو بھی اس کی راکھ سے انگریزی سامراج کے خلاف ہی بو آئیگی۔

انہیں شیخ الہندؒ کو مالٹا کے زنداں خانوں میں وہ دردناک سزائیں دی گئیں، کہ قلم بھی اس بیان کو لکھنے سے لرز اٹھتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، شیخ الہندؒ کے انتقال کے بعد غسل کیلئے جب انہیں تخت پر لٹایا گیا تو دیکھنے والے حیرت زدہ تھے کہ شیخ الہندؒ کے کمر پر گوشت نام کی کوئی چیز نہیں تھی، صرف ہڈیاں تھی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ سے معلوم کیا گیا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ تو مولانا مدنیؒ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمانے لگے میرے شیخ نے مجھے منع فرمایا تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا، اے لوگو! مالٹا کے جیل خانے میں آزادی کے نعرے کے جرم میں انگریز نے میرے شیخ کے کمر پر لوہے کی گرم گرم سلاخوں سے داغتا تھا، یہاں تک کہ گوشت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی گئی۔

یہ سچ ہے کہ اگر ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماء حصہ نہ لیتے تو یہ ہندوستان کبھی بھی آزاد نہ ہوتا۔ اگر مسلمان نہ ہوتے تو تحریک آزادی نہ چلتی، تحریک بالاکوٹ نہ چلتی، تحریک ریشمی رومال نہ چلتی، تحریک خلافت نہ چلتی ، ہندوستان چھوڑ دتحریک نہ چلتی، انبالہ سازش کیس نہ چلتا، الغرض علماء کرام اور عام مسلمانوں نے ہی اپنے خون جگر سے عروس آزادی کی حنابندی کی ہے۔ اور اپنے مقدس لہو سے شجر آزادی کو سینچا اور پروان چڑھایا ہے.

جب ہم خون کے دریا میں ڈوب گئے

۱۱ر مئی ۱۸۵۷ء درحقیقت آغاز ہے جنگ آزدی کا جب انگریزی فوج کے سپاہیوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنے انگریز افسروں کو گولی مار کر دہلی پر قبضہ کرنے کیلئے چلے؛ لیکن یہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی تحریک کے ناکامی کے بعد انگریزوں نے انتقامی کارروائیوں کا آغاز کیا اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ انتہائی طور پر کچل دیا گا۔ دہلی کا چاندنی چوک ہی نہیں بلکہ شہر کے ہر چوراہے پر سولیاں نصب کردی گئیں، دہلی اور دہلی کے باہر درختوں کی شاخوں سے پھانسی کے پھندے لٹک رہے تھے، جو بھی معزز مسلمان انگریزوں کے ہاتھ چڑھ گیا، اسے ہاتھی پر بیٹھا کر درخت کے نیچے لے جاتے پھندے اس کی گردن میں ڈال کر ہاتھی کو آگے بڑھا دیتے لاش پھندے میں جھول جاتی، آنکھیں ابل پڑتیں، زبان منہ سے باہر نکل آتی، ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح جانکنی کا وہ ہیبت ناک منظر کہ الامان والحفیظ۔

ایک انگریز عورت نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ بسا اوقات ان پھانسیوں پر لٹکائے جانے والوں کی لاش تڑپ تڑپ کر انگریزی ہندسے کا 8 ر بن جاتی تھیں، مسلمانوں میں خوف و ہراس اور دہشت پھیلانے کیلئے وہ سزا کے نت نئے طریقے ایجاد کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ کسی سربرآوردہ مسلمان کو پکڑ کر توپ کے دہانے پر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا جاتا اور توپ داغ دی جاتی، پھر کیا ہوتا تھا؟ قلم کانپ رہا ہے، دل تھرتھرا رہا ہے اور اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے زبان لرز رہی ہے اور تحریر اس کربناک صورت حال کے اظہار سے قاصر ہے، پورے جسم کا گوشت بوٹی بوٹی ہو کر فضا میں اڑ جاتا تھا، جس طرح تیز ہوا میں کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے۔ دور تک خون کے چھینٹے اس طرح پڑتے تھے، جیسے فضا سے زمین پر کسی نے خون کا چھڑکاؤ کیا ہے، لاش کا سر فضا میں میلوں بلندی پر جا کر جب زمین پر گرتا تھا بسا اوقات کسی راہ گیر یا جانور کی جان چلی جاتی تھی، یہ تمام تفصیلات اور اس طرح کے درجنوں واقعات ایک مشہور انگریز مصنف سر ایڈورڈ اطامسن نے اپنی مشہور عالم کتاب ''دی آور سائڈ آف دی ماڈل'' (غدر ۱۸۵۷ھ تصویر کا دوسرا رخ) میں لکھا ہے، یہ ایک دو نہیں سیکڑوں واقعات ہیں، یہ قیامت مسلمانوں پر ایک دو دن نہیں ٹوٹی بلکہ اس کا سلسلہ مہینوں سے گذر کر ایک سال تک چلتا رہا۔ (تحریک آزادی اور مسلمان ر ۳۴)

مواعظِ حسنہ

اپنے آپ میں بدلاؤ لانا ضروری ہے

اگر آپ باکردار ہیں، تو آپ زندہ ہیں، ورنہ چلتی، پھرتی لاش ہیں!

قائد ملت اسلامیہ، جانشین فدائے ملت، صدر جمعیۃ علماء ہند

حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی صاحب کا قوم مسلم کو جھنجھوڑنے والا خطاب

قومیں افراد سے بنتی ہیں، اگر افراد مخلص ہیں، تو قوم مخلص ہوگی، اگر افراد کامیاب ہے تو قوم کامیاب ہوگی، کوئی بھی انسان؛ خواہ مسلمان ہو، یا ہندو اگر وہ سچا ہے، تو لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ آدمی تو سچا ہے، یہ باتیں جمعیۃ علماء بانکا کے زیر اہتمام، آشرم میدان (بانکا) میں منعقد قومی یکجہتی و اصلاح معاشرہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے قائد و صدر محترم جمعیۃ علماء ہند جناب مولانا سید محمود اسعد مدنی صاحب کہیں۔ نوجوانوں، آنے والی نسلوں کے تئیں بڑی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا: آج کا نوجوان اپنی ماں، باپ کو بے عزت کرنا شروع کر دیا ہے، اب تو پوزیشن یہ ہے کہ والدین کو بولنے سے پہلے سوچنا پڑ رہا ہے، اب تو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پہلے ماں، باپ سے ڈرتے تھے، اور اب اپنے بچوں سے ڈر رہے ہیں، بہت زوردار انداز میں انہوں نے کہا: ہمیں ایسے نوجوان نہیں چاہئیے، ہمیں ایسے جوان چاہئیے جو سوچنے والے ہوں، وقت پر جلدی سونے والے ہوں، صبح جاگنے والے ہوں، باکردار ہوں، قوم وملت کے تئیں ہمدردی، خیر خواہی، اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے ہوں، سن لیجئے، اگر آپ باکردار ہیں، تو آپ زندہ ہیں، ورنہ چلتی، پھرتی لاش ہیں، انہوں نے قوم کے تئیں اپنے مفکرانہ خطاب میں اس بات پر بھی زور دیا کہ: اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کیجئے، یہ اللہ کا نظام ہے کہ آپ بدلیں گے تو زمانہ بدلے گا، اگر آپ نہیں بدلیں گے تو کچھ نہیں بدلے گا، بلکہ زمانہ روند کر چلا جائے گا، اگر چاہتے ہیں کہ سماج سدھرے تو آپ اپنے کو سدھارئیے، اور سن لیجئے دوسروں کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری نہیں ہے، اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری ہے، میرے بھائی، بدلاؤ لانا پڑے گا، عمارت اگر بوسیدہ ہے تو بنیاد کر مضبوط

کرنا پڑے گا، ارادہ کرو، عزم کرو، مشکل کچھ بھی نہیں ہے۔

طویل مدتی پالیسی پر بھی انہوں نے توجہ دلائی، اور کہا: بچے ہمارے لئے سب سے بڑا قیمتی سرمایہ ہیں، بچے ضائع نہ ہو، اس طرف توجہ دیجئے، نسلوں کی حفاظت کیجئے، ان کے دین وایمان کی حفاظت کیجئے، علم، اخلاق، کردار سے انہیں مزین کیجئے، ہم کو ڈاکٹر نہیں آدمی بنانا ہے، اگر ہمارا بچہ ڈاکٹر بن گیا لیکن آدمی نہیں بنا، تو وہ کسی کام کا نہیں، اگر آدمی بن گیا، اور ڈاکٹر نہیں بھی بنا، تو کوئی حرج نہیں، علماء، ئمہ، اہل مدارس کی توجہ بھی انہوں نے دلائی، اور کہا: سب سے بڑی ذمہ داری ہماری ہے، علماء کی ہے، ارباب مدارس کی ہے، جماعت کی ہے، جمعیۃ کی ہے، ائمہ کی ہے۔ بڑے درد کے ساتھ انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا: سنے گا کون میری چاک دامنی کا افسانہ، یہاں سب اپنے پیرہن کی بات کرتے ہیں۔

اخیر میں انہوں نے پھر ایک بار توجہ دلائی کہ نام کا نہیں، کام مسلمان بنئے۔ خواتین کے حقوق کی طرف بھی خاص طور سے صدر محترم نے توجہ دلائی اور کہا: عورتوں کا خیال کیجئے، جس گھر میں عورتوں کی عزت نہیں ہوتی، اس گھر میں نسلوں کی عزت نہیں ہوتی، بیویوں کا خیال کیجئے، انہیں غلام مت سمجھئے!

اپیل وگذارش

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ، بہار؛ ایک دینی، تعلیمی، مرکزی اور اقامتی ادارہ ہے، 1989ء میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نوراللہ مرقدہ سابق صدر جمعیۃ علماء بہار نے اس کی بنیاد ڈالی، اور 1990ء میں بھاگلپور کے فسادزدہ مظلومین کے چار بچوں سے تعلیم کا آغاز کیا، بفضلہ تعالیٰ حضرت مولانا اوران کے رفقائے کار کی محنت سے مختصر اور قلیل عرصہ میں تحریک شکل اختیار کی، اور آج حفظ، دینیات، عربی اول سے عربی ششم تک کے طلبہ کثیر تعداد میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، جن پر سالانہ خرچ ڈیڑھ کروڑ روپیئے ہیں، توکل علی اللہ اور آپ حضرات کی معاوت ہی اس کا سرمایہ ہے۔

آپ سے گذارش ہے کہ خصوصی وعمومی موقع سے اپنی زکوٰۃ، عطیات، صدقات کے ذریعہ تعاون فرما کر نوازیں۔ اللہ آپ سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین

بارہویں کے بعد کریئر کے بہترین مواقع

مومن فہیم احمد عبدالباری، بھیونڈی

کئی طلباء جو آئندہ کے لیے ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں یا جو گریجویشن کرنا چاہتے ہیں لیکن شاید صرف بنیادی بی اے، بی ایس سی اور بی کام سے واقف ہیں ان کے کئی ایسے کورسیس دستیاب ہیں جو وہ اپنی دلچسپی کی بناء پر اختیار کر سکتے ہیں اور ایک کامیاب کریئر بنا سکتے ہیں۔ بارہویں میں کامیاب ہونے والے زیادہ تر طلباء اپنی ہی فیکلٹی میں گریجویشن کے تعلق سے معلومات رکھتے ہیں لیکن کئی ایسے کورسیس ہیں جن کے لیے کسی مخصوص فیکلٹی سے گریجویشن کرنا لازمی نہیں ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کسی بھی فیکلٹی سے بارہویں کامیاب ہوں یہ کورسیس کر سکتے ہیں۔

بیچلر آف آرٹس/بیچلر آف کامرس/بیچلر آف سائنس

عموماً بارہویں کے بعد جو طلبہ گریجویشن کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی ہی فیکلٹی میں گریجویشن میں داخلہ لیتے ہیں لیکن دھیان رہے کہ سائنس سے کامیاب طلبہ بارہویں کے بعد سائنس کے علاوہ کامرس اور آرٹس دونوں شعبوں میں گریجویشن کر سکتے ہیں جبکہ کامرس کے طلبہ کامرس کے علاوہ آرٹس کے شعبے میں بھی گریجویشن کر سکتے ہیں۔ بارہویں آرٹس سے کامیاب طلبہ ویسے تو سائنس اور کامرس میں داخلے کے مجاز نہیں ہوتے لیکن ان طلبہ کے لیے راہیں بند نہیں ہیں بلکہ کئی کورسیس ایسے ہیں جہاں وہ سائنس اور کامرس کے طلبہ کے ساتھ داخلہ لے سکتے ہیں مثال کے طور پر سی اے (چارٹرڈ اکاؤنٹینسی)، لاء (قانون)، کمپنی سیکریٹری، بیچلر ان کمپیوٹر اپلیکیشن (میتھس ضروری ہے)، بیچلر آف منیجمنٹ اسٹڈیز وغیرہ۔ اسکے علاوہ فاصلاتی طرز پر آرٹس سے بارہویں کامیاب کرنے والے طلبہ کامرس سے گریجویشن کر سکتے ہیں کئی یونیورسٹیز میں فاصلاتی طرز پر اس طرح کے کورسیس دستیاب ہیں۔

بی کام ان اکاؤنٹنگ/بی کام ان فنانس/بی کام ان انشورینس/بی کام ان بینکنگ

بارہویں کامرس سے کامیاب طلبہ کے لیے جو پسندیدہ آپشن ہوتا ہے وہ عام طور پر بی کام (بیچلر آف کامرس) ہے۔ لیکن مخصوص شعبے میں مہارت حاصل کرنے کے لیے ممبئی و دیگر یونیورسٹیز میں بی کام کے مخصوص مضامین کے کورسیس شروع کیے گئے ہیں۔ اگر آپ بینکنگ کے شعبے میں کریئر بنانا چاہتے ہیں تو بی

کام (سادہ) کے بجائے بی کام ان بینکنگ کا کورس آپ کے لیے مفید ہے۔ مزید سائنس اور آرٹس کے طلبہ بھی ان کورسیس کو اختیار کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ فنانس میں کرئیر بنانا ہو تو بی کام ان فنانس اینڈ اکاؤنٹنگ یا انشورنس میں کرئیر بنانا ہو تو بی کام ان انشورنس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

بی بی اے ایل ایل بی

بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن اور بیچلر ان لیجسلیٹیو لاء (بی بی اے ایل ایل بی) ایک انٹیگریٹیڈ کورس ہے جو بارہویں کے طلبہ بزنس اور قانون کی تعلیم ایک ساتھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اس کورس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ بارہویں میں پچاس فیصد نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ اس میں داخلے کے اہل ہیں۔ یہ کورس زیادہ تر نجی یونیورسٹیز میں دستیاب ہے۔ ممبئی میں پنویل میں واقع ایمیٹی یونیورسٹی، گجرات میں واقع سردار پٹیل یونیورسٹی وغیرہ کے علاوہ کئی نجی یونیورسٹیز میں دستیاب ہے۔ یہ کورس پانچ برس پر مشتمل ہے اور مختلف یونیورسٹیز و اداروں میں اس کی فیس ساڑھے تین لاکھ سے لیکر بارہ لاکھ کے درمیان ہے۔

بی بی اے/بی ایم ایس

بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن اور بیچلر آف منیجمنٹ اسٹڈیز یہ ایک ہی کورس کے دو نام ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہندوستان میں شعبہ انتظامیہ سے متعلق اس انڈر گریجویٹ کورس کا نام ممبئی یونیورسٹی نے بیچلر آف منیجمنٹ اسٹڈیز (بی ایم ایس) جبکہ دیگر یونیورسٹیز نے بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن (بی بی اے) اختیار کیا ہے۔ کسی بھی فیکلٹی سے بارہویں کامیاب طلبہ اس کورس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ ایسے طلبہ جنھیں منیجمنٹ (انتظامیہ) میں اپنا کرئیر بنانا ہے ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ نارمل گریجویشن کے بجائے انتظامیہ کے ان کورسیس میں داخلہ لیں۔ گریجویشن مکمل کرنے کے بعد طلبہ انتظامیہ (منیجمنٹ) کے شعبے میں پوسٹ گریجویشن (ایم بی اے یا ایم ایم ایس) بھی کر سکتے ہیں، بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس شعبے میں داخلہ لینے والے طلبہ پوسٹ گریجویشن بھی کریں۔ تین سال پر مشتمل اس کورس کی فیس سالانہ پچاس ہزار سے لیکر کئی لاکھ پر مشتمل ہو سکتی ہے یہ دراصل انسٹی ٹیوٹ پر منحصر ہے کہ ان کی فیس کتنی ہے؟، اس کورس میں انتظامیہ کے اصول، قوانین، اکاؤنٹینسی، کارپوریٹ سے متعلق اخلاقی ضوابط وغیرہ کے مضامین سکھائے جاتے ہیں۔

گریجویشن مکمل کرنے کے بعد پوسٹ گریجویشن میں مارکٹنگ، فنانس، آئی ٹی، ہیومن ریسورس،

لاجسٹکس اور دیگر شعبوں میں اختصاص کے ساتھ ماسٹر ڈگری حاصل کی جاسکتی ہے۔ مینیجمنٹ کے کورسیس بھارت کی تقریباً تمام یونیورسٹیز میں دستیاب ہیں داخلہ لینے سے قبل آپ اس بات کو یقینی بنائیے کہ آپ جس کالج میں داخلہ لے رہے ہیں وہاں تعلیم کا کیا نظم ہے؟ اس ادارے کی ساکھ کیسی ہے؟ کالج یا ادارے کا پلیسمنٹ (جاب فراہم کرنے کے مواقع) کیسا ہے؟ وغیرہ۔

بیچلر ان کمپیوٹر اپلیکیشن (بی سی اے

کمپیوٹر اور سافٹ ویئر میں کریئر بنانے کے خواہشمند طلبہ کے لیے بارہویں کے بعد یہ کورس انتہائی مناسب ہے۔ ویسے تو کمپیوٹر اور آئی ٹی (انفارمیشن ٹیکنالوجی) کے زیادہ تر کورسیس کے لیے شعبہ سائنس سے بارہویں کامیاب ہونے کی شرط ہے لیکن بی سی اے کے لیے صرف بارہویں کی سطح پر ریاضی ایک مضمون کی حیثیت سے پڑھنا لازمی ہے۔ ہمارے یہاں زیادہ تر کالیجیس میں ریاضی کا مضمون جونیر کالج سطح پر سائنس اور کچھ جونیر کالیجیس میں کامرس میں پڑھایا جاتا ہے لیکن آرٹس میں ریاضی مضمون پڑھانے کا رجحان کم ہے۔ اس لیے دسویں کے بعد جو طلبہ کمپیوٹر کے شعبے میں داخلے کے متمنی ہیں ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ جونیر کالج کی سطح پر ریاضی کو بحیثیت مضمون ضرور اختیار کریں۔ بی سی اے مکمل کرنے کے بعد ایک طالب علم اسی شعبے میں ماسٹرس (ایم سی اے) بھی کرسکتا ہے۔ ملک کی کئی یونیورسٹیز میں ایم سی اے کے کورسیس فاصلاتی طرز پر بھی جاری ہیں۔ اس کورس میں کمپیوٹر پروگرامنگ، سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ، نیٹ ورکنگ، ہارڈ ویئر مینٹیننس، کلاوڈ کمپیوٹنگ، گیم و اپلیکیشن ڈیزائننگ وغیرہ مضامین شامل ہیں۔ پونے، بنگلور، چینئی وغیرہ میں کئی ادارے ملک میں ٹاپ کے آئی ٹی کورسیس کے لیے مشہور ہیں۔ ممبئی یونیورسٹی میں بی سی اے کے بجائے بی ایس سی (کمپیوٹر و آئی ٹی) کورس جاری ہے لیکن پونے یونیورسٹی کے تحت یہ کورس کئی اچھے کالیجیز میں جاری ہے جس کی معلومات انٹرنیٹ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

چارٹرڈ اکاؤنٹینسی/کمپنی سیکریٹری/کاسٹ و منیجمنٹ اکاؤنٹنٹ

سی اے، سی ایس اور سی ایم اے (چارٹرڈ اکاؤنٹینسی، کمپنی سیکریٹری اور کاسٹ اینڈ منیجمنٹ اکاؤنٹینسی) یہ تینوں کورسیس عمومی طور پر کامرس کے طلبہ کے لیے ہی مناسب کہے جاتے ہیں کیوں کہ ان کا نصاب کامرس

سے متعلق ہوتا ہے لیکن ان تینوں ہی کورسیس میں داخلے کے لیے فیکلٹی کی کوئی قید نہیں ہے یعنی کامرس کے علاوہ آرٹس اور سائنس کے طلبہ بھی ان کورسیس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ یہ تینوں ہی کورسیس ملک میں تین آزادانہ (خودمختار) اداروں یعنی انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس آف انڈیا (آئی سی اے آئی)، انسٹی ٹیوٹ آف کمپنی سیکریٹری آف انڈیا (آئی سی ایس آئی) اور انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ منیجمنٹ اکاؤنٹنٹس آف انڈیا (آئی سی ایم اے آئی) کے زیر اہتمام جاری ہیں۔ تینوں ہی کورسیس میں داخلہ بارہویں کے بعد یا پھر گریجویشن کے بعد لیا جاسکتا ہے۔ بارہویں کے بعد تین اور گریجویشن کے بعد دو مرحلوں میں یہ کورسیس مکمل کیے جاسکتے ہیں۔ بارہویں کے بعد فاؤنڈیشن کورس، انٹرمیڈیٹ اور فائنل اس طرح تین مرحلوں میں یہ کورس کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ پریکٹیکل اور آئی ٹی کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ عام طور پر طلبہ بارہویں کے بعد گریجویشن کے ساتھ ان کورسیس میں داخلہ لیتے ہیں تاکہ گریجویشن اور یہ کورس دونوں مکمل ہوجائیں اور یہی بہتر بھی ہے۔ کامرس کے علاوہ دیگر فیکلٹی کے طلبہ اگر ان کورسیس میں داخلہ لینا چاہیں تو انھیں اکاؤنٹینسی اور معاشیات جیسے مضامین کی ابتدائی معلومات جو جونیر کالج کی سطح پر پڑھائی جاتی ہے ان کا مطالعہ کرلینا چاہیے مزید ان کورسیس میں داخلہ اگر گریجویشن کے ساتھ لے رہے ہوں تو بہتر ہے کہ کامرس یا منیجمنٹ شعبے میں گریجویشن کریں۔

بیچلر آف فائن آرٹس (بی ایف اے)

بی ایف اے، بارہویں کے بعد تین سالہ گریجویشن کورس ہے۔ ایسے طلبہ جو تخلیقی صلاحیتوں کے حامل ہوں ان کے لیے یہ کورس انتہائی مناسب ہے۔ اپلائیڈ آرٹس، پینٹنگ، ڈرائنگ، فلم میکنگ، مجسمہ سازی، ڈیزائننگ وغیرہ سے دلچسپی رکھنے اور آرٹسٹک مزاج رکھنے والے طلبہ بارہویں کے بعد ان کورسیس میں داخلہ لے کامیاب کریئر بنا سکتے ہیں۔ ممبئی میں جے جے انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس ایک مشہور ومعروف ادارہ ہے۔ پونے میں ایم آئی ٹی، دہلی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں میں اس کورس کے لیے کئی کالیجیس ہیں۔ کچھ کالیجیز میں اس کی معیاد تین سال جبکہ بعض جگہوں پر چار سال میں یہ کورس مکمل کیا جاتا ہے۔ کورس کی فیس سالانہ پچاس ہزار روپئے اور اس سے زائد ہوتی ہے۔

بیچلر آف ڈیزائن (اینیمیشن، ڈیزائن

تخلیقی ذہانت کے حامل، ڈیزائنگ و اینیمیشن سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ کے لیے بارہویں کے بعد یہ ایک اہم کورس ہے۔ موجودہ دور میں ٹیلی ویژن، ایڈورٹائزنگ، فلم انڈسٹری، کارٹون فلموں وغیرہ میں اینیمیشن کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا ہے اور ایک اچھا اینیمیٹر اپنے پروجیکٹ کے لحاظ سے دو تا پانچ لاکھ روپئے کما سکتا ہے۔ اس کورس میں ٹو ڈی تھری ڈی گرافکس اینڈ اینیمیشن، فلم میکنگ، ویب ڈیزائننگ، ساؤنڈ اینڈ ویڈیو ایڈیٹنگ وغیرہ میں اسپیشلائزیشن کیا جاسکتا ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن (احمد آباد)، اے پی جے انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن (دہلی)، ڈی وائے پاٹل یونیورسٹی (پونے)، ایم آئی ٹی انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن (پونے)، آئی ٹی ایم انسٹیٹیوٹ آف ڈیزائن اینڈ میڈیا (ممبئی) وغیرہ اس کورس کے لیے اہم ادارے ہیں۔ بارہویں کے بعد یہ چار سال کا کورس ہے بعض اداروں میں اس کے لیے انٹرنس امتحانات بھی ہوتے ہیں اور اس کورس کی فیس بھی سالانہ ڈیڑھ سے دو لاکھ سے شروع ہوتی ہے۔ بیچلر آف ڈیزائنگ کے کورسیس اینیمیشن، ڈیزائن فیشن، انٹیریر، انڈسٹریل ڈیزائن وغیرہ میں کیے جاسکتے ہیں۔

بیچلر آف جرنلزم اینڈ ماس کمیونکیشن/بیچلر آف ماس میڈیا

الیکٹرنک اور پرنٹ میڈیا میں کریئر بنانے میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے لیے یہ ایک اہم کورس ہے۔ بارہویں کے بعد یہ تین سالہ گریجویشن کورس ہے اور مختلف اداروں یا یونیورسٹیوں میں اس کے نام الگ ہوسکتے ہیں۔ اس کورس میں میڈیا کے مختلف پہلوؤں ساؤنڈ اینڈ ویڈیو ایڈیٹنگ، کاپی رائٹنگ، میڈیا پلاننگ وغیرہ کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ ممبئی، پونے، دہلی، حیدرآباد وغیرہ میں اس کورس کے کئی اچھے ادارے ہیں۔ ایسے طلبہ جو میڈیا میں اپنا کریئر بنانا چاہتے ہیں وہ اس کورس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ اس کورس کی سالانہ فیس بیس ہزار سے ایک لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

بیچلر آف آرٹس ان ہاسپیٹالیٹی اینڈ ٹراویل

ہوٹل، ٹراویل انڈسٹری میں کریئر بنانے کے خواہشمند طلبہ کے لیے یہ ایک انتہائی اہم اور مفید کورس ہے۔ بارہویں کے بعد تین سال پر مشتمل یہ ایک انڈر گریجویٹ کورس ہے۔ جس میں ٹراویل اور ہوٹل انڈسٹری کے مختلف پہلوؤں کو سکھایا جاتا ہے۔ ممبئی، پونے، دہلی، بنگلور کے علاوہ ملک کے دیگر شہروں میں کئی اچھے کالیجیز میں یہ کورس جاری ہے۔ تین سال کے اس کورس کی فیس تین آٹھ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا روایتی کورسیس سے ہٹ کر کیے جانے والے کورسیس ہیں۔انھیں پروفیشنل یا جاب اور یونٹیڈ کورسیس بھی کہا جاتا ہے۔کچھ کورسیس میں بارہویں کے بعد براہِ راست داخلہ ہوجاتا ہے جبکہ کچھ کورسیس میں داخلے کے لیے اہلیتی امتحان دینا ہوتا ہے۔مزید کئی کورسیس کی فیس بھی اچھی خاصی ہوتی ہے۔اس لیے ان کورسیس میں داخلے لینے سے قبل ان ساری باتوں کی منصوبہ بندی از حد ضروری ہے۔تعلیمی قرض، اسکالرشپ (حکومتی، نجی اداروں، کمپنیوں کی جانب سے) اس ضمن میں کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔

جانوروں پر ظلم ایک سنگین جرم!

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔اچانک ایک اونٹ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لوٹنے لگا۔اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ پرسکون ہوگیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو وہ دوڑتا ہوا آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملکیت میں کر دیا ہے، اللہ سے ڈرتے نہیں؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے محنت ومشقت کا کام زیادہ لیتے ہو۔'' (ابوداؤد:2549)

ظلم چاہے انسان کے ساتھ ہو کہ جانور کے ساتھ دونوں صورتوں میں ناقابلِ قبول اور اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔انسان تو پھر بھی عقل وشعور رکھتا ہے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف عملی ردعمل نہیں تو کم ازکم زبان سے تو اس کے خلاف بولنے کی طاقت رکھتا ہے۔یہ تو بے زبان جانور ہیں کہ جو ان دونوں نعمتوں سے محروم ہیں لہذا اس اعتبار سے ان پر ظلم کرنا یقیناً ظلم کی بھی بدترین صورت ہے! یہی وجہ ہے جانوروں کے ساتھ مبنی بر ظلم رویہ رکھنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔یہاں تک کہ جس طرح انسان کے چہرے پر مارنے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح جانوروں کے چہروں پر بھی مارنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لیے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا فرمائی ہے۔چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرہ کو داغ دیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی ہے کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانوروں کے چہرے کو داغ دے یا ان کے چہرہ پہ مارے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔(ابوداود:2564)

صحت مند زندگی کے تین اہم ستون کیا ہیں؟

صحت منداورخوشگوارزندگی سب کی خواہش ہوتی ہے، ماہرین نے صحت مند زندگی گزارنے کے تین اہم ستون بتائے ہیں اور کہا ہے کہ صرف ان تین اہم باتوں پر عمل کر کے انسان اچھی صحت اور طویل عمر پا سکتا ہے۔

میڈیا رپورٹس کے مطابق ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ ان تین ستون میں پہلا 'اچھی غذا' دوسرا 'مکمل اور بھرپور نیند' جبکہ تیسرا ستون 'باقاعدہ ورزش' ہے۔

اچھی غذا:

ماہرین کا کہنا ہے کہ ہری سبزیاں ہماری صحت کے لیے بے حد فائدہ مند ہیں، اس کے علاوہ دیگر سبزیوں کے استعمال کی بھی تاکید کی گئی ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ گوشت بالکل ترک کر دیا جائے بلکہ گوشت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سبزیوں اور پھلوں کو خوراک کا حصہ بنانا ضروری ہے۔

جو لوگ اپنا وزن کم کرنا چاہتے ہیں وہ سبزیوں اور پھلوں کو اپنی غذا کا حصہ ضرور بنائیں۔ سبزیوں کا استعمال سرطان، ذیابیطس اور بلڈ پریشر جیسے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ غذا میں گری دار پھلوں، بیجوں اور دیگر مفید جڑی بوٹیوں کو بھی ضرور شامل کریں۔

مکمل اور بھرپور نیند

نیند جسم کا ایک اہم تقاضہ ہے کیونکہ اس سے جسم کی مرمت ہوتی ہے اور دماغ سے فاسد مواد خارج ہوتے ہیں۔ نیند ہمارے جسم کے لیے ایک ٹانک سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر آپ درست نیند نہیں لے رہے تو اپنے جسم کو تیزی سے بربادی کی جانب لے جا رہے ہیں۔

ایک صحت مند شخص کو روزانہ 7 تا 10 گھنٹے نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیند کی کمی سب سے پہلے دماغ پر اثر انداز ہوتی ہے اور دماغ پھر پورے جسم کو متاثر کرتا ہے۔ کچی نیند سے موڈ خراب رہتا ہے، توجہ منتشر ہوتی ہے اور بلڈ پریشر بھی شدید اُتار چڑھاؤ کا شکار ہوتا ہے۔

روزانہ ورزش

ورزش دماغ اور یادداشت کے لیے ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ یہ ایک جانب تو پٹھے عضلات اور

ہڈیوں کو توانا کرتی ہے تو دوسری جانب دماغ اور اعصاب کو تقویت پہنچاتی ہے۔ ورزش گھبراہٹ اور ڈپریشن کو بھی کم کرتی ہے۔ اس سے بلڈ پریشر اور خون میں شکر اور کولیسٹرول کی مقدار قابو میں رہتی ہے۔

ورزش سے نیند میں بہتری آتی ہے اور انسان صبح تازہ دم ہو کر بیدار ہوتا ہے، لیکن یاد رہے کہ ورزش سے جنسی و اعصابی کمزوری بھی دور ہو جاتی ہے۔

امریکی ماہرین نے انکشاف کیا ہے کہ اگر آپ صحت بخش اور خوشگوار زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو باقاعدہ ورزش کو اپنا معمول بنائیں۔

امریکی ادارے سینٹر آف ڈیزیز کنٹرول کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ورزش ہر طرح سے آپ کے جسم پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ اسی ادارے کی تحقیق کے مطابق جو لوگ ہفتے میں 150 منٹ کی ورزش یا واک کرتے ہیں اُن میں ورزش نہ کرنے والوں کے مقابلے میں اموات کا خطرہ 33 فیصد تک کم ہوتا ہے۔

مطبخ کی تعمیر کے لئے تعاون کی اپیل

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ؛ ریاست بہار کا ایک مشہور و معروف دینی، علمی، مرکزی اور اقامتی ادارہ ہے، محنتی اور قدیم اساتذہ کی نگرانی میں طلبہ تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں، ان کے لئے صبح کا ناشتہ، دوپہر اور رات کے کھانے کے ساتھ، دیگر علاج و معالجہ کا انتظام بھی جامعہ مدنیہ کے زیر اہتمام کیا جاتا ہے، جامعہ مدنیہ کے شعبہ دینیات کے احاطہ میں ایک مطبخ بھی ہے، مگر اب وہ بوسیدہ ہو اچکا ہے، اس کی تعمیرِ نو کی سخت ضرورت ہے۔

آپ تمام مخیرین و ہمدردان سے گذارش کی کہ جامعہ مدنیہ کے مطبخ کے تعمیرِ نو میں حصہ دار بنیں، ان شاء اللہ آپ سب کا یہ عمل صدقہ جاریہ ہوگا، اور قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

<u>کتاب المسائل</u>

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی عبدالاحد قاسمی۔ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ

"AI" "Artificial Intelligence" یعنی مصنوعی ذہانت کا تعارف:

"اے آئی" ایک ایسا علم اور عمل جس کی مدد سے کمپیوٹر یا کمپیوٹر بیسڈ روبوٹس کو انسانوں کی طرح کام کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے، یعنی یہ انسانوں کی طرح سن سکتے ہیں، بول سکتے ہیں اور ذہن استعمال کرسکتے ہیں۔ Artificial Intelligence میں آئے دن تجربات کیے جارہے ہیں اور اس ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے والے روبوٹس یا بوٹس بہت تیزی سے انسانوں کی طرح سیکھنے، سمجھنے اور جواب دینے کے قابل ہوتے جارہے ہیں۔اس عمل کو Self Learning کہا جاتا ہے۔ماہرین کے مطابق مصنوعی ذہانت کے ذریعہ سے مشین کو جذبات سمجھنے اور جذبات کی عکاسی کرنے کے قابل بھی بنایا جاچکا ہے۔(ایس ایم فیضان الحسن)

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اس وقت زندگی کے مختلف میدانوں میں استعمال ہونے والی ایک اہم ٹکنالوجی ہے، یوں تو اس ٹکنالوجی کا استعمال زندگی کے متعدد کاموں میں ایک عرصہ سے ہورہا ہے، مثال کے طور گیس سلنڈر بک کرانے یا ٹول فری نمبر پر کسی خدمت کے لئے رابطہ کرنے میں اس مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر مشین انسان کو قدم بہ قدم رہنمائی کررہی ہوتی ہے، اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین اور کیلکو لیٹر کے ذریعہ حسابات جیسی چیزوں میں اس ٹکنالوجی کا استعمال عام انسانوں کی زندگی میں داخل ہے، نئی نسل بڑی سرعت کے ساتھ Chat GPT کا استعمال کررہی ہے، اور تعلیم ومعیشت جیسے میدانوں میں اس کے فوائد کے ساتھ تلبیس اور تزویر نیز مجرمانہ سرگرمیوں اور نفرت وعداوت کی اشاعت میں اس کا خطرناک استعمال ہونے لگا ہے، ChatGPT کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ آپ اس اپلی کیشن پر جو سوال تحریر کریں گے، وہ ایک تعلیم یافتہ انسان کی مانند آپ کے سوال کا جواب بہت مرتب انداز میں سیکنڈوں میں تحریر کردے گا، مصنوعی ذہانت کا استعمال اب معیشت و تجارت، قانونی صلاح، اور طب وعلاج کے میدان میں بڑے پیمانہ پر ہونے کے امکانات ہیں، اور ترقی یافتہ علاقوں میں استعمال شروع بھی ہوچکا ہے، اسی مصنوعی ذہانت کی ایک شکل روبوٹ ہے، جسے کسی انسانی شکل،

یا کسی دوسری شکل یا کسی باکس اور ڈبہ وغیرہ کی شکل میں رکھ کر اس سے انسانی کام لئے جاسکتے ہیں، جنگوں میں بغیر پائلٹ کے جہاز اسی AI کے ذریعہ کامیابی کے ساتھ استعمال ہو رہے ہیں، اسپتالوں اور ہوٹلوں میں روبوٹ کے ذریعہ اہم خدمات اور مشورے فراہم کئے جارہے ہیں، اسکول میں روبوٹ کے ذریعہ انسانی انداز سے کلاسز کی جارہی ہیں۔

اے آئی" سے متعلق فقہ اکیڈمی انڈیا کی جانب سے مرتب کیے گئے سوالات کے جوابات:

سوال (۱) مصنوعی ذہانت اور AI کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، یا اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے؟

جواب:

"اے آئی" (مصنوعی ذہانت) کی حیثیت ایک آلہ کی ہے، جس کو صحیح طریقے سے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور غلط طریقے سے بھی۔ لہٰذا فی نفسہ اس کا استعمال مباح ہوگا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ سورة البقرة: ۲۹] ترجمہ: وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لئے پیدا کیا، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، چناچہ ان کو سات آسمانوں کی شکل میں ٹھیک ٹھیک بنادیا، اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔

یعنی زمین کی ساری چیزیں انسان کے نفع کے لیے اور اس سے دینی اور دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں، اس سے آیت سے اکثر حنفیہ اور شوافع نے اباحۃ اشیاء پر استدلال کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: (روح المعاني: ۱/ ۲۱۵۔ مکتبہ امدادیہ ملتان) (المبسوط: ۲۴/۷۷۔ کتاب الإکراہ، باب تعدي العامل۔ ط: دار المعرفة، بیروت۔ لبنان) (الاشباہ و النظائر لابن نجیم: ۲۵۲، ۲۵۳۔ الفن الأول في القواعد الكلية۔ النوع الأول۔ القاعدة الثالثة: اليقين لا یزول بالشك) (الاشباہ و النظائر لابن نجیم مع شرحہ الحموی: ۲۵۲، ۲۵۳۔ الفن الأول في القواعد الكلية۔ النوع الأول۔ القاعدة الثالثة: اليقين لا یزول بالشك۔ تحقیق و تعلیق: المفتی محمد یوسف التاؤلوی) (فتوی نمبر: 144503100953۔ دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

لیکن مباح کو مباح کے ہی درجے میں رہنے دینا چاہیے، مباح کو عملی طور پر واجب بنالینا اور اپنے

اعصاب پر سوار کر لینا صحیح نہیں ہے،لہذا چند باتوں کا خیال رکھیے:

اس کے عادی مت بنیے،اس کو ضرورت مت بنائیے،اپنی تخلیقی صلاحیت کا استعمال کیجیے،اس کے منفی اثرات سے ہمیشہ چوکنا رہیے،مصنوعی ذہانت کی طاقت بہت زیادہ ہے،اور مصنوعی ذہانت میں عظیم چیزیں حاصل کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے،لیکن بدقسمتی سے اگر یہ مشینیں غلط ہاتھوں میں چلی جاتی ہیں،تو اس کے بہت زیادہ سنگین نتائج ہوسکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس کے غلط استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ ھادیہ ای میگزین:شمارہ فروری ۲۰۲۴ء۔ کالم ای-استاذ۔کالم نگار:زہرہ فاطمہ)

سوال(۲) مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر و کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کیا درست کہلائے گا،کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے؟

جواب:

اگر"چیٹ جی پی ٹی" ایک سوال کا جواب اس طرح دیتا ہو کہ اسی سوال کو متعدد بار کیا جائے تو ہر بار ایک ہی مضمون پیش کرتا ہو تو اس صورت میں نہ تو اپنی طرف منسوب کرنا صحیح ہے اور نہ ہی حق تصنیف رکھنا، کیوں کہ اس صورت میں یہ بات واضح ہے کہ یہ مصنوعی ذہانت کا ایک طے شدہ مضمون ہے جو اس متعین سوال کے جواب میں آتا ہے،ارادی طور پر یا اتفاقی طور پر وہی سوال کوئی بھی پیش کرے گا تو اس کے سامنے وہ طے شدہ مضمون آجائے گا۔

اور اگر دوسری صورت ہو وہ یہ کہ ایک متعین سوال کو جب بھی مصنوعی ذہانت کے حوالے کیا جائے تو وہ ہر بار ایک نیا مضمون پیش کرے،تو اس صورت میں اس مضمون کا دریافت کرنے والا متعلقہ شخص ہی ہوگا، اور اسے حق تصنیف ملنا چاہیے، البتہ اس صورت میں بھی اپنی جانب منسوب کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیوں کہ بہر حال وہ اس مضمون کا موجد نہیں ہے،اس کی دماغی کاوش اور فکری صلاحیتوں کا کوئی دخل نہیں،صرف سوال کی حد تک۔ یہ مضمون مصنوعی ذہانت کی طرف ہی منسوب ہوگا،جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون کا مصنوعی ذہانت کی طرف منسوب ہونا بھی محل نظر ہے،کیوں کہ مصنوعی ذہانت بھی اس مضمون کو ان کتابوں سے چرا کر ہی پیش کر رہی ہے جن کتابوں کا مواد اس میں شامل کیا گیا ہے۔چرا کر اس لیے کہ مصنوعی ذہانت جن

کتابوں سے مواد لیتی ہے اس کا حوالہ نہیں دیتی، لہٰذا یہ علمی سرقہ کے زمرے میں آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مصنفین کی جانب سے مصنوعی ذہانت کے خلاف عدالتوں میں علمی سرقہ کی شکایتیں درج کی جا چکی ہیں۔

(کالم نگار: بیناشاہ۔مضمون: ’کیا معلوم یہ مضمون بھی مصنوعی ذہانت نے ہی لکھا ہو‘۔ یہ مضمون 7 اکتوبر 2023ء کو ڈان اخبار میں شائع ہوا۔)(لائیو ٹی وی: آج نیوز۔ویب ڈیسک۔لائف اسٹائل 11 جولائی 2023)۔

خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت کی گردن تو خود پھنسی ہوئی ہے، تو پھر چور سے چوری کرنا کہاں سے درست ہو جائے گا؟ قانونا تو مصنوعی ذہانت کو بھی مضامین باحوالہ پیش کرنا چاہیے، اور سوال کے ذریعے مضمون حاصل کرنے والے شخص کو مضمون کی نسبت اپنی جانب نہیں کرنا چاہیے۔عقلی، شرعی اور اخلاقی طور پر بھی یہ درست نہیں ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: (آل عمران:۱۸۸)(صحیح بخاری:5219،صحیح مسلم:2130) (صحیح مسلم:110)(مسلم: 61).(شرح النووي على مسلم (50/2).

(ماخوذ از: علمی سرقہ: تحریر: عمر اثری ابن عاشق علی اثری۔اردو محفل فورم:-اکتوبر 15، 2017۔)

حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے:

فتاوی نویسی کی مشق کرنے والے طلبا کو بار بار یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ جو عبارت جس کتاب سے لی ہے اس کتاب کا نام ضرور لکھو، چاہے تم نے چھوٹے رسالہ ہی سے عبارت کیوں نہ لی ہو، ایسا ہرگز نہ کرو کہ تم چھوٹے رسالہ سے عبارت لو اور اس رسالہ کا حوالہ نہ لکھو؛ بلکہ اپنی بات بڑی کتاب کی طرف منسوب کرنے کے لیے اس چھوٹے رسالہ میں موجود بڑی کتاب کا حوالہ لکھ دو اس سے علم میں بے برکتی ہوتی ہے۔

(محمود الفتاوی-:۱/ ۲۲۷،۲۲۸، باب چہارم: ذوق فتوی نویسی۔بشکریہ: مفتی ندیم احمد انصاری بانی وصدر الفلاح انٹر نیشنل فاؤنڈیشن)

قلم کاروں سے گذارش

☆ مضامین تحقیقی، باحوالہ، معیاری، مواد سے پُر، غیر مطبوعہ، اور کمپیوز شدہ ہی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔ E-Mail:-.nedaequasim@gmail.com

شب وروز جامعہ

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کی دینی، تعلیمی اور ملی سرگرمیاں

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ ریاست بہار کا دینی، تعلیمی، مرکزی اور اقامتی ادارہ ہے۔ ۱۹۸۹ میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۹۰ء میں بھاگل پور کے فساد زدہ مظلومین کے چار بچوں سے بانی جامعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نوراللہ مرقدہ نے تعلیم کا آغاز وافتتاح فرمایا۔ بانی جامعہ، اساتذہ جامعہ اوران کے رفقاء کی جدو جہد، اور عوام وخواص کی خصوصی توجہ سے بہت ہی قلیل اور مختصر عرصہ میں ادارہ نے ترقی کی، حفظ و ناظرہ، دینیات، فارسی، ابتدائی عربی سے عربی ششم تک معیاری تعلیم ہونے لگی۔

ماہ مارچ ۲۰۱۶ء میں، جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے زیر اہتمام، جامعہ مدنیہ کے وسیع وعریض احاطہ میں، بانی جامعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی صدارت میں 25 سالہ تقریب وجلسہ دستار بندی کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں جامعہ مدنیہ سے ایک ہزار فارغین حفاظ کی دستار بندی بھی ہوئی، ملک کے مؤقر علماء کرام، دانشوران، عمائدین شریک ہوئے اور ملک بھر میں اس کی پذیرائی کی گئی۔

یوم عاشورہ کے موقع سے جامعہ میں افطار وسحر کا انتظام، مہمانان کی آمد

ماہ محرم الحرام کو حدیث پاک ﷺ میں اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے، محرم کے دسویں دن کے روزہ کی بڑی فضیلت ہے، حدیث رسول ﷺ میں عاشورہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بتایا گیا ہے، دیگر سالوں کی طرح امسال بھی جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کے اساتذہ اور طلبہ نے روزہ رکھا، مہتمم جامعہ مدنیہ جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے اہتمام وانتظام میں مہمانان رسول ﷺ کے لئے افطاری اور پرتکلف عشائیہ کا اہتمام کیا گیا، اس موقع پر معزز مہمان جناب انس صاحب (بازید پور) اوران کے دیگر جماعتی ساتھی بھی شریک ہوئے، مغرب کی نماز کے بعد طلبہ کے بیچ اہم خطاب بھی کیا، جس میں بانی جامعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو یاد کرتے ہوئے جامعہ کی خدمات کو سراہا، جناب مولانا محمد حارث مہتمم جامعہ مدنیہ، ودیگر اساتذہ وطلبہ سے مل کر خوشی کا اظہار کیا، انہوں نے کہا: اس ادارہ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی، طلبہ سے انہوں نے کہا: ایمان پر ہر حالت میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہے، دعوت وتبلیغ کو مشن اور مقصد بنالیجئے، مہتمم جامعہ مدنیہ جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے مہمان کی آمد پر خیر مقدم کیا، محترم جناب انس صاحب کی رقت آمیز دعاء پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

محمد فیضان پٹنہ اور عباد اللہ کھگڑیا کے حفظ قرآن کریم مکمل کرنے پر
جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ میں تقریب کا انعقاد

(مورخہ ۱۱ جون ۲۰۲۴) جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ میں محمد فیضان پٹنہ اور عباد اللہ کھگڑیا نے قرآن کریم حفظ مکمل کیا، اس موقع پر جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کی وسیع وعریض مسجد میں ایک تقریب منعقد ہوئی، جامعہ مدنیہ کے تمام اساتذہ وطلبہ شریک ہوئے، ان کے استاذ جناب قاری محمد صالح صاحب استوی کو بھی مبارکبادی پیش کی گئی، محمد عباد اللہ کھگڑیا کے والد محترم جناب مولانا عبد الستار صاحب قاسمی مبلغ دار العلوم وقف دیوبند اور محمد فیضان بن رئیس الحق مرحوم کے بڑے بھائی بھی اس تقریب میں شریک ہوئے، جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب قاسمی نے اہم خطاب کیا، واضح رہے کہ جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ میں ہر سال تقریبا پچاس طلبہ حفظ قرآن کریم مکمل کرتے ہیں۔

دعاء یونس کا اہتمام

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کے قیام کے اولِ دن سے ہی آج تک ہر جمعرات کو فجر کی نماز کے بعد، آٹھ اور نو بجے صبح کے بیچ دعاء یونس (لاالہ الاانت سبحٰنک انی کنت من الظالمین) کا اہتمام ہو رہا ہے، جس میں مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے، اور مریضوں کی صحت وشفایابی کے لئے دعاء کی جاتی ہے، دیگر مقاصد حسنہ کی تکمیل کے لئے بھی اس دعاء میں معزز مہمانان شریک ہوتے ہیں۔

ملی سرگرمیاں

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ؛ صرف ایک ادارہ نہیں، ایک تحریک بھی ہے، جہاں پر تعلیم وتربیت کے ساتھ، ملی سرگرمیاں بھی انجام دی جاتی ہیں، اسی لئے ہر جمعہ، شہر پٹنہ اور اس کے قرب وجوار کی مساجد میں، جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ کے اساتذہ خطاب کے لئے لے جاتے ہیں، اور اتوار کے دن بعد نماز ظہر اور عصر قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں۔

اسی طرح مدارس اسلامیہ عربیہ کے داخلی وخارجی مسائل ومشکلات کا اجتماعی غور وفکر سے ازالہ کرنے کے لئے ام المدارس دار العلوم دیوبند کی جانب سے رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ قائم ہے، ملک بھر میں اس کی شاخیں ہیں، ریاست بہار میں بھی جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ میں اس کی شاخ قائم ہے، جہاں سے پورے بہار کے مدارس اسلامیہ کو متحرک اور فعال بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ دار العلوم دیوبند کی ہدایت اور رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار کی تجویز پر،

جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کی نگرانی میں مجلس تحفظ ختم نبوت پٹنہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جس کے تحت مختلف اطراف میں ختم نبوت و دیگر عقائد باطلہ کے رد پر جد وجہد کی جاتی ہے۔

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع سہرسہ کی تشکیل نو

صدور و نظماء کا انتخاب، مہتمم جامعہ مدنیہ مولانا محمد حارث کی شرکت

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار کے زیر اہتمام، جامعہ محمدیہ عبیداللہ اشرفیہ مخدوم چک، سمری بختیار پور، سہرسہ میں، مورخہ ۱۸ جولائی ۲۰۲۴، بروز جمعرات، ضلع سہرسہ کے ارباب مدارس کا ایک اجتماع منعقد ہوا، جس میں بڑی تعداد میں مدارس کے ذمہ داران واساتذہ شریک ہوئے، اجلاس کی صدارت مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ کی، اور مشاہد ونگراں اور مہمانان خصوصی کی حیثیت سے جناب مفتی خالد انور پورنوی المظاہری جنرل سکریٹری رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار ، مفتی عبدالاحد صاحب قاسمی ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ شریک ہوئے، خطاب وتاثرات کے بعد رابطہ مدارس اسلامیہ ضلع سہرسہ کی تشکیل جدید کی گئی، اور سرپرست، صدر، نائبین، اور جنرل سکریٹری وسکریٹری کا انتخاب عمل میں آیا، سرپرست: مولانا مظاہر صاحب، سید قسیم اشرف صاحب۔ صدر: مولانا قاری نوراللہ نعمانی مدرسہ زید بن ثابت سہرسہ۔ نائبین میں قاری نیر صاحب، مفتی عاصم صاحب، مفتی عبدالغنی مفتاحی، مولانا رضوان صاحب، جبکہ جنرل سکریٹری: مفتی حسین احمد صاحب قاسمی جامعہ عبیداللہ اشرفیہ اور سکریٹری مولانا سہراب صاحب منتخب کئے گئے، دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع بیگوسرائے کا انعامی پروگرام

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع بیگوسرائے شاخ: کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کا سالانہ اجتماعی امتحان ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۴ء کا نتیجہ امتحان اور انعامی پروگرام کا انعقاد مدرسہ اسلامیہ قاسم العلوم لکھمنیاں بیگوسرائے میں بتاریخ ۲۵ جولائی ۲۰۲۴ء کو، پروگرام کی صدارت مولانا محمد صابر نظامی القاسمی صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع بیگوسرائے نے کی، مہمانان خصوصی کی حیثیت سے رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ صوبہ بہار کے صدر مولانا محمد مرغوب الرحمن صاحب، مولانا مفتی خالد انور مظاہری پورنوی، جنرل سکریٹری رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار، مولانا محمد حارث صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ سبلپور پٹنہ نے شریک ہوئے، خطاب وتاثرات کے بعد تمام مربوط مدارس کے اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے ۳۸ طلبہ کو پانچ چھ کتابوں

کاایک سیٹ، توصیفی سند، قلم، اور میڈل انعام دے کر حوصلہ افزائی کی گئی اور امتحان میں شریک ہونے والے تمام مدارس کے نظماء کرام کو ان کے مدرسہ کا نتیجہ امتحان اور اعزازی سند عطا کیا گیا۔ اور نظامت کے فرائض حضرت مولانا محمد امان اللہ نستوی سکریٹری رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع بیگوسرائے نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت دربھنگہ کا قیام

تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر، مورخہ ۳۱ جولائی ۲۰۲۴، بعد نماز قرآن اسٹڈی سینٹر دربھنگہ میں علماء کرام کی ایک اہم نشست منعقد ہوئی، جس میں رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار کے صدر محترم جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب قاسمی، مفتی خالد انور پورنوی، مفتی آفتاب غازی صاحب و دیگر معز زعلماء کرام نے شرکت فرمائی، اور اتفاق رائے سے مجلس تحفظ ختم نبوت دربھنگہ کا قیام عمل میں آیا، صدور و نظماء منتخب کئے گئے۔

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ مدھوبنی کی تشکیل جدید

یکم اگست ۲۰۲۴ بروز جمعرات، صبح دس بجے زیر اہتمام: رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار، زیر صدارت حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب قاسمی صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار ومعاون مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ، بمقام دارالعلوم صدیقیہ پُرسولیا مدھوبنی بہار، مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع مدھوبنی بہار کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں ضلع مدھوبنی کے ساٹھ مدارس اسلامیہ عربیہ کے نظماء اور نمائندہ حضرات نے شرکت کی۔ مہمانان خصوصی کی حیثیت سے مفتی محمد صابر قاسمی صاحب نائب صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار اور رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار کے جنرل سکریٹری مولانا خالد انور پورنوی مظاہری نے شرکت کی، اور اہم خطاب فرمایا، پھر باتفاق رائے ،،رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ ضلع مدھوبنی بہار کے نظما ٦ وصدور اور معاون طے کئے۔

سرپرست وصدر مولانا انوار احمد قاسمی صاحب نائبین صدر (◄) قاضی عبدالباسط قاسمی صاحب (◄) مولانا عبدالناصر سبیلی صاحب (◄) مفتی مہتاب قاسمی صاحب (►) مولانا شاہد قاسمی صاحب (▲) مولانا اظہار قاسمی صاحب (▼) مولانا معین اللہ نعمانی صاحب جنرل سکریٹری مفتی سلیم الدین قاسمی صاحب سکریٹری قاری شاہد اقبال صاحب معاون سکریٹری مفتی ابوعبیدہ قاسمی صاحب مولانا عبداللہ عزرائیل صاحب مولانا ابوالکلام قاسمی صاحب مولانا سلطان صاحب۔ جناب مولانا مرغوب الرحمن صاحب کی دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

روشنی-3 حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت!

حج؛ اسلام کے پانچویں ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، اور وہ ساری عمر میں ایک بار فرض ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والوں کے حق میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشا فرمایا: جس شخص کو بیت اللہ تک پہونچنے کیلئے زاد و راحلہ یعنی اخراجات اور سواری کا انتظام میسر ہو اور وہ تندرست بھی ہو پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

یہ بڑی وعید ہے ان لوگوں کیلئے جو لوگ باوجود استطاعت کے بیت اللہ کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر مما لک کی سیر وسیاحت میں ہزاروں روپئے برباد کر دیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کیلئے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی ایمان سخت خطرے میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ پیغام شائع کرایا تھا: میری ولی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کیلئے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کر دیں۔

فضیلت حج کے بارے میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: جس نے پورے آداب وشرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کیلئے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کیلئے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا ماں

کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔

عورتوں کیلئے ان کے ساتھ کسی محرم کا ہونا بھی شرائط حج میں سے ہے، محرم اس کو کہتے ہیں جس سے عورت کیلئے نکاح کرنا ہمیشہ کیلئے قطعاً حرام ہو جیسے بیٹا یا سگا بھائی یا باپ یا داماد وغیرہ۔ محرم کے علاوہ مناسب تو یہی ہے کہ عورت کے ساتھ اس کا شوہر ہو، اگر شوہر نہ ہو تو کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عورت ایک رات دن کی مسافت کا سفر بھی نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔ حدیث میں یہ بھی ہے: ایک شخص نے عرض کیا، حضور! میرا نام مجاہدین کی فہرست میں آگیا اور میری عورت حج کیلئے جارہی ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ تم اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔

مسجد کی تعمیرِ نو کے لئے

خصوصی اپیل و گذارش

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ: ریاستِ بہار کا ایک مشہور و معروف دینی، علمی، مرکزی اور اقامتی ادارہ ہے، جس میں شعبہ دینیات (اول، دوم، سوم) سے حفظ، اعدادیہ، ابتدائی تا عربی ششم کی تعلیم ہوتی ہے۔

جامعہ ہذا کا مکمل نظام دو حصوں پر محیط ہے، روڈ کے مشرقی جانب شعبہ عربی اور حفظ کے طلبہ کے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہے، جبکہ مغربی جانب شعبہ دینیات کے بچوں کا نظام ہے، جسے جونیئر سیکشن بھی کہا جاتا ہے۔ اس جانب شعبہ دینیات کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے پنج وقتہ مسجد نہیں ہے، بانی جامعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے سابق امیر الہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری (سابق صدر جمعیۃ علماء ہند) کے مبارک ہاتھوں اس کی بنیاد بھی ڈالی تھی، مگر زندگی نے وفا نہ کی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

جامعہ مدنیہ کے مہتمم جناب مولانا محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے مسجد کی تعمیر نو کا اعلان کیا ہے، مسجد خانۂ خدا ہے، اس کی تعمیر میں حصہ لینا اجر عظیم کا ذریعہ ہے، آپ تمام مخیرین سے گذارش کی جاتی ہے کہ مسجد کی تعمیر نو میں حصہ لے کر عند اللہ اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

جامعہ مدنیہ تصویر کے آئینے میں

Aug-Sep 2024 RNI No BIHURD/2014/59332

NIDA-E-QASIM

تعارف جامعہ

جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ ریاست بہار کا مشہور و معروف مرکزی دینی ادارہ ہے، جس کی بنیاد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ سابق پرنسپل و شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ و سابق صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ بہار و سابق صدر جمعیۃ علماء بہار نے 1989ء میں رکھی، اور اپنے استاذ محترم حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم استاذ حدیث دار العلوم دیوبند و صدر جمعیۃ علماء ہند کی مبارک دعاء سے آغاز کیا، افتتاح کے وقت حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نور اللہ مرقدہ سابق استاذ حدیث دار العلوم دیوبند و سابق صدر جمعیۃ علماء ہند اور شہر پٹنہ کے معزز حضرات بھی شریک تھے، جامعہ مدنیہ کی تعلیمی تعمیری اور تحریکی سرگرمیوں میں اضافہ اور اس کے دائرہ کار کو وسیع تر وسیع کرنے کے لئے 2005ء میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے مدنی ایجوکیشنل ٹرسٹ قائم کیا، بفضلہ تعالیٰ قلیل عرصے میں خدمت دین کے میدان میں جامعہ نے نمایاں مقام حاصل کیا۔ فی الوقت جامعہ میں حفظ، ناظرہ، دینیات اور ابتدائی عربی سے عربی ششم تک کی تعلیم دار العلوم دیوبند کے نصاب و منہاج کے مطابق ہو رہی ہے، اور جامعہ میں ابتدائی عصری علوم کا بھی نظم و نسق ہے، الحمد للہ جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ میں 700 بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا معقول انتظام ہے، اساتذہ و ملازمین ان کی خدمات اور تعلیم و تربیت پر مامور ہیں، جامعہ ہذا میں قرآن و حدیث، فقہ و فتاوی علوم دینیہ کے ساتھ، علوم عصریہ کی تعلیم دی جاتی ہے، تمام طلبہ کی کفالت منجانب جامعہ کی جاتی ہے، جس کا سالانہ صرفہ تعمیرات کے علاوہ تقریباً ایک کروڑ روپے سے متجاوز ہے، ایک طالب علم کی کفالت پر سالانہ خرچ بارہ ہزار (12,000) روپے آتے ہیں، جو اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورے کئے جاتے ہیں۔

الحمد للہ جامعہ ہذا کے مندرجہ ذیل شعبہ جات ہیں:

- شعبۂ دینیات
- شعبۂ تحفیظ القرآن
- شعبۂ درس نظامی
- شعبۂ دار الافتاء
- شعبۂ علوم عصریہ
- شعبۂ محاسبی
- شعبۂ مطبخ
- شعبۂ لائبریری
- شعبۂ خط و کتابت
- شعبۂ کمپیوٹر

اپیل: آپ حضرات کو معلوم ہے کہ بانی جامعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب 29 / جنوری 2019ء کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کے انتقال پر ملال سے جامعہ مدنیہ کے اساتذہ و منتظمین کے ساتھ آپ تمام مخیرین پر بڑی ذمہ داریاں آپڑی ہیں، آپ تمام مخیرین حضرات سے گزارش ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے جو تناور درخت جامعہ مدنیہ کی شکل میں لگایا ہے، اس کی بقاء و ترقی اور استحکام کے لیے حسب سابق اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ادارہ کی تعلیمی، تربیتی و تعمیری منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لیے زیادہ سے زیادہ جانی و مالی معاونت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں، اور اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر اجر عطاء فرمائے گا۔ ان اللہ لا یضیع أجر المحسنین

(مولانا) محمد حارث بن مولانا محمد قاسم صاحبؒ
مہتمم جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ
9431011919

جامعہ و ٹرسٹ کے بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

Account Details
Jamia Madania,
A/c No.: 919010038713448
IFSC Code.: UTIB0003177
Axis Bank
For Contact
9431011919,9470083120

Account Details
Madani Educational Trust
A/c No.: 3067884208
IFSC Code.: CBIN0281434
Central Bank of India
For Contact
Email.: jamiamadaniasabalpurpatna@gmail.com

Designed By
Kaif Shaikh
6287586196